ضروری عرضداشت

ریویو آف ریلیجنز کا سالانہ چندہ پیشگی وصول کرنیکے لیئے وی پی بھیجنے سے قبل اطلاعی کارڈ خریداران ریویو کیخدمت میں بھیجے گئے تھے۔ جسپر بعض احباب نے دفتر میں اطلاع کر دی کہ سردست وی پی نہ کیئے جاویں۔ اور اکثر نے دفتر کے وی پی وصول کر لیئے۔ اوّل خدا تعالیٰ کا پھر ان سب دوستوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض احباب نے وی پی بھیجنے سے منع نہ کیا۔ اور جب وی پی گیا۔ تو بلا معقول عذر کے واپس کر دیا۔ اب ایسے دوستوں کیخدمت مبارک میں دریافت کرنیکے لیئے کارڈ بھیجے گئے ہیں کہ کیوں وی پی واپس کیا گیا ہے۔ اور کہ رسالہ کا چندہ جو پیشگی وصول ہونا چاہیئے وہ کب ادا کرینگے۔ لہذا التماس ہے۔ کہ ایسے خطوط پہنچنے پر یا رسالہ میں یہ مضمون دیکھ کر جلد مذکورہ بالا امور کا جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرماویں؛

بعض احباب نے ایسے کارڈوں کا جواب بھیجا ہے۔ کہ رسالہ جاری رہے، جزاہم اللہ خیرا، جواب نہ پہنچنے کی صورت میں بار بار خط و کتابت کرنے سے دفتر کا کام اور خرچ دونو بڑھتے ہیں۔ اور آگے ہی بسبب گرانی کاغذ اخراجات بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ جو کاغذ پہلے تین روپے کو آتا تھا اب وہ چھ سات روپے کو میسر آتا ہے۔ باایں ریویو کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ نہ ہی اس کا حجم گھٹایا ہے۔ نہ کاغذ نکما لگایا گیا ہے اسلیئے احباب کو چاہیئے۔ کہ وی پی وصول کرکے اور دفتر ہذا کے خطوط کا جواب عطا فرما کر دفتر ریویو کو اس قسم کے نقصان سے بچائیں؛

فتح محمد سیال

مینیجر ریویو آف ریلیجنز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہر ایک انگلش مرد و عورت کو ایک پیغام

ذیل کا مضمون ہمارے مکرم دوست مولوی ابو الہاشم خاں ایم۔اے نے ریویو انگریزی کے لیئے لکھا تھا چونکہ دلچسپ ہے اسلیئے اسکو انگریزی سے اُردو لباس پہنایا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اے انگلستان کے مردو اور عورتو! تمھارے دُور افتادہ مقبوضہ ہندوستان سے تمہارے لیئے ایک امن اور خیر خواہی کا پیغام بھیجا جاتا ہے اسے غور سے سنو۔

آپکا ملک مثال کے طور پر پیش کیئے جانے کے لائق ہے۔ اور آپکی تاریخ ایک شاندار شاہد ہے۔ آپکا ملک آزادی کا گھر ہے اور آپنے ہر ایک میدان میں ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ اسکے حقیقی بچے ہیں۔ آپ سب سے پہلے لوگ تھے جنہوں نے کلیسیا کے مظالم کے خلاف آواز اُٹھائی۔ اور آپ ہی پہلے تھے جنہوں نے سیاسی ظلم کو مغلوب کیا۔ اور آپ ہی پہلے تھے جنہوں نے تجارت کے اصول قائم کیئے۔ اور اقوام گو اپنے ذہنی خیالات پر ناز کریں لیکن آپکو اپنے حصول مدعا پر حقیقی فخر ہے آپکے تمام خیالات اور کارنامے آزادی کی ذاتی محبت اور حقیقت کی مضبوط گرفت کا اظہار کر رہے ہیں اس لیئے میں آپکے اخلاق کے ان روشن پہلوؤں کو مدِ نظر رکھکر آپسے ملتجی ہوں کہ میری آواز پر کان دھریں۔ آپ کی قوم ایک سخت امتحان میں ڈالی گئی ہے۔ جو نہ صرف آپکی جسمانی حالتوں کا امتحان ہے۔ بلکہ اخلاقی اور روحانی حالتوں کا بھی۔ اگر آپ اپنے سیاسی دشمنوں پر فتح بھی حاصل کریں۔ تاہم آپکو حقیقی اور سچا امن حاصل نہیں ہوگا۔ جبتک آپ خوشی کا اظہار کر سکیں۔ دولت کا مساوی طور پر تقسیم نہ ہو اور

سوشل آزادی کا بے جا استعمال ایسے ہی پیس دینے والا ظلم ہے جیسے ایک خود مختار حاکم استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن ان سے بھی بڑھی وہ تکلیفات ہیں۔ جو اخلاقی بدنظمی اور روحانی جمود کی وجہ سے ہیں اب آپ اپنی حالت پر غور کریں۔ کہ کہاں تک دولت کا غیر مساوی ہونا اور سوشل ناموافقت بڑھی ہوئی ہے۔ لوگوں میں نیکی کا مادہ کم ہو رہا ہے اور خیر خواہی اور اخوت کے معاملات میں بے پرواہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پس جبتک یہ حالت رہیگی آپ کبھی بھی حقیقتاً آزاد اور خوش نہیں ہو سکتے ۔

اس بات پر یقین رکھو۔ کہ انسان کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ تعلق اس دنیا میں اپنی آزادی اور خوشی کی انتہا معلوم کرنے کے لیئے نہایت ہی ضروری جزو ہے۔ ایسے تعلق کے بغیر انسان کی نیکی اُسکے لیئے محض آرام کا باعث ہو سکتی ہے مگر اُسے یہ خیال نہیں آسکتا کہ یہ گناہوں سے بچنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے ۔

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بغیر سوشل اصلاحیں اُن زیادتیوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جو کہ بڑے لوگ ضعیفوں پر عائد کرتے ہیں۔ سیاسی مجلسیں ایسی جماعتیں بنجاتی ہیں۔ جو صرف اپنے معاملات کی حفاظت کرتی ہیں اور دوسرے لوگوں سے جنگ و جدل اور اُنپر ظلم و تعدی کو روا رکھتی ہیں۔ سرمایہ اور محنت کی بحث ایک ناگوار جھگڑا ہے۔ اور ہر ایک فریق اپنے ہی فائدہ کی فکر میں ہے۔ ناقص تعلقات کچھ آرام نہیں پہنچا سکتے۔ یہ صرف ایک دوسرے کو بھڑکاتے ہیں اور سخت دشمنی۔ بے صبری اور مایوسی پیدا کرتے ہیں۔ ایسا آدمی خواہ کتنی ہی سیاسی طاقت حاصل کرلے۔ بے شمار دولت اور اعلیٰ عہدہ لے لے۔ لیکن اسکی بے لطف خانگی زندگی۔ خیرات کا نہ دینا اور بے حد لالچ۔ لوگوں کی واہ واہ کی خواہش اُسکے شجر کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے رہتے ہیں۔ دیکھو! حقیقی خوشی اور سچی آزادی کے لیئے تمھیں خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق پیدا کرنا اور آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہاں مَیں تمھیں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ بڑے خطرے میں ہیں۔ تیرہ صدیوں سے زیادہ گذر گئیں۔ جبکہ آپکے آباؤ اجداد عجیب عجیب قسم کے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مثلاً وڈن اور تھور کی۔ تب عیسائیت کا پیغام آپکے سواحل تک پہنچا۔

یہ محرف عیسائیت تھی۔ تاہم یہ پہلے مذہب سے عمدہ تھی۔ پیغام رسان نے پیغام پہنچادیا۔ آپکی آزادی اور معقولیت نے آپکی رہنمائی کی اور آپنے پرانے مذہب کے بدلے نیا مذہب اختیار کرلیا وہ تبدیلی مبارک تھی۔ آپنے نور کو اندھیرے پر ترجیح دی اسلیئے آپ کو اور بھی نور دیا گیا۔ بہادر روحوں کی لگاتار کوششوں سے آپکو اصلاح (Reformation) کی روشنی عطا ہوئی۔ اول اول اس روشنی کا نام الحاد (Heresy) تھا۔ آپنے بہت سے سچائی کے رہنماؤں کو بے پرواہی کی نظر سے دیکھا لیکن پھر آپکی آزادی کی فطرتی محبت اور مضبوط معقولیت غالب ہوگئی اور آپ نے اس نئے آئے ریفارمیشن Reformation کو قبول کیا۔ آپ کو اور بھی علم اور خوشحالی بخشی گئی۔ موجودہ سائنس اور فلسفہ آپکے انعامات میں سے ہیں۔ لیکن علم کی زیادتی کے باوجود آپکے مذہب اور عقائد میں رخنہ پڑگیا ہے۔ پھر وہی سوال پیش آیا ہے۔ کہ کس سڑک پر قدم ماریں۔ آپ کی آیندہ زندگی اس سوال کے جواب پر منحصر ہے۔ اس رحمٰن نے جو بچہ کے پیدا ہونے سے پیشتر ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کردیتا ہے۔ ایسے نازک موقعہ پر تمھاری روحانی ضرورت کو مہیا کیا ہے۔ وہ بات جو مدتوں سے پوشیدہ تھی اب اسکو اس نے ایک پیغمبر کے ذریعے سے (جیسا کہ پچھلے زمانہ میں رسول ہوتے آئے ہیں) ظاہر کرنا چاہا ہے۔ اسلام (جسکو اسکے دشمنوں یا نادان دوستوں نے آپکے سامنے بُرے رنگ میں پیش کیا ہے) وہ اُسے اب اصلی حالت میں آپکے سامنے پیش کرتا ہے ؏

موجودہ عیسائیت اور اسلام (جسکو قرآن شریف پیش کرتا ہے) میں امور مندرجہ ذیل کا تفاوت قابل غور ہے ؏

۱۔ عیسائیت کا دعویٰ ہے۔ کہ مذہب کی اعلیٰ سچائیاں ایسے راز ہیں جن تک انسانی سمجھ نہیں پہنچ سکتی۔ انپر صرف یقین رکھنا چاہیئے اور دلائل نہیں مانگنے چاہیئیں۔ اور نہ ہی وہ انسانی تجربہ میں آنیوالی باتیں ہیں ؏	اسلام مذہب کو بھی ایسا ہی روحانی سچائیوں کا علم سمجھتا ہے جیسا کہ علم کیمیا یا علم ہیئت خاص قسم کی سچائیوں کے علوم ہیں۔ دوسرے علوم کی طرح مذہب میں بھی تجربہ مشاہدہ اور دلائل سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر کہیں کسی قسم کا فرق ہے تو ایسا ہی مذہب میں بھی ہے۔ کیونکہ مذہب دوسرے علوم کی نسبت زیادہ صحیح اور یقینی ہے

۲۔ عیسائیت یہ معمہ قبول کرانا چاہتی ہے کہ تین ایسے اقنوم ہیں جو باوجود جدا جدا ہونے کے پھر ایک ہیں۔ اور ہر ایک اُنمیں سے عین کامل ہے۔ اگرچہ یہ ناممکن بات ہے۔ کہ ایک سے زیادہ ہستیاں عین کامل ہوں ؛	اسلام سکھلاتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی ایک ہی ہستی ہے۔ جو عین کامل ہے وہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے اور تمام بدیوں سے منزّہ ہے ؛
۳۔ عیسائیت یقین دلاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بیٹا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خدائی عطا کی ؛	اسلام سختی سے اس خیال کو ردّ کرتا ہے کیونکہ اولاد نامکمل ہونے کا نشان ہے۔ دنیا کی ہمیشہ رہنے والی چیزیں مثلاً سورج۔ چاند۔ آسمان اولاد نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ خود کافی ہے اور تبدیل نہیں ہونیوالا اسے اپنی طاقتوں کی وکالت کی ضرورت نہیں ؛
۴۔ عیسائیت بتلاتی ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں گناہ ہے۔ کیونکہ پہلے والدین نے گناہ کیا۔ اس لیئے اسکے اعمال نجات حاصل کرنے کے لیئے کوئی خصوصیت نہیں رکھتے ؛	اسلام بتلاتا ہے کہ انسان فطرتی طور پر گنہگار نہیں۔ اور اسکے لیئے نیک ہونا ناممکن نہیں نجات اور فلاح اسکی اپنی کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے رحم پر اسی طرح سے منحصر ہے۔ جیسا کہ کھیتی بونے اور احتیاط کرنے میں انسان کی اپنی محنت اور خدا تعالیٰ کی مہربانی سے اچھی زمین اور روشنی۔ ہوا۔ گرمی اور بارش کی مناسب حالتوں پر منحصر ہے ؛
۵۔ عیسائیت میں گناہ بخشا نہیں جاتا جبتک کہ کسی قربانی سے عدل پورا نہ ہو اسی لیئے حضرت مسیحؑ اپنے آپ کو فدیہ کے طور پر دیکر دنیا کو جلانے کے لیئے	اسلام میں اللہ تعالیٰ جسے چاہے گناہ معاف کر سکتا ہے۔ جبکہ معافی سے گنہگار اصلاح کر سکتا ہو۔ کوئی آدمی دوسرے کی جگہ قربان نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو اپنی صلیب اُٹھانی

آے۔ اسلیئے نجات انکو صلیب دیئے جانیکے یقین پر ہے ؛

۶۔ عیسائیت بتاتی ہے۔ کہ یسوع کی زندگی عیسائی زندگی کا پورا نمونہ ہے۔ لیکن اس مذہب کو اس بات سے انکار ہے کہ کوئی اور شخص اس نمونہ کا ہوا یا آئندہ ہو سکے کیونکہ انکے نزدیک مسیح ایک وقت میں خدا اور انسان دونو تھا۔ اور آئندہ خدائی اور انسانی نیچر کبھی بھی دنیا میں اکٹھے نہیں ہونگے ؛

چاہیئے۔ کسی خاص عقیدہ کو رکھنے سے وہ نجات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ نیک خیالات۔ اور نیک اعمال ہی نجات دلا سکتے ہیں ؛

اسلام بتاتا ہے کہ حقیقی نمونہ انسانی زندگی کا حضرت محمدؐ ہیں۔ وہ دوسرے انسانوں جیسے انسان تھے۔ وہ دوسرے پیغمبروں جیسے (بشمولیت حضرت یسوع ناصرت کے رہنے والے کے) پیغمبر ہیں۔ یہ نمونہ نہ صرف یہ کہ حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ احمدؑ علیہ السلام قادیانی نے حاصل کر کے دکھا دیا ہے۔ اور منشاء الٰہی ہے کہ اسکے ذریعہ سے مغربی اقوام کو بھی اس کا فیض پہنچے۔

اے انگلستان کے مردو عورتو! اپنے خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ فوری نتیجہ نکالنے سے بچو اور اب زیادہ دیر تک تعصب کے ماتحت مت ہو کسی کے عقائد اور اعمال کو پرکھنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ لیکن آپکے آباؤ اجداد نے دو دفعہ پہلے یہ کام کیا ہے اور کامیاب ہوئے ہیں۔ سچائی کی محبت رکھنے سے انہیں بڑا انعام ملا۔ یہی عقدہ ایک دفعہ اور آپکے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لوگ لعنت ملامت کرینگے اور دانت پیسیں گے۔ کیونکہ شیطان جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے۔ انہیں سچائی کے برخلاف لڑنے کے لیئے بھڑکائے گا۔ دیکھئے آپ کس طرح اپنے آپکو مطمئن کرتے ہیں۔ سچائی کو پکڑنے سے آپ قائم رہ سکتے ہیں

اگرچہ آپ ایک طاقتور قوم ہیں۔ اللہ تعالے اپنے کاموں کو پورا کرے گا خواہ تمام دنیا اس کا مقابلہ کرے۔ اس نے یہ تمام جہان پر ظاہر کر دیا ہوا ہے۔ کہ دنیا میں سچائی ہی کامیاب ہو گی۔ موعودہ روشنی کے ہزار سال

شروع ہیں۔ اور خوش قسمت ہیں۔ جو اس نور کو معلوم کریں۔ اور اسے حاصل کرنے کے لیئے اپنے دروازے کھول دیں ؛

اسلام ہی میں وہ روحانی سچائیاں ہیں۔ جو انسان کو الہام ہوئیں۔ یہ ایسی سچائیاں ہیں۔ جو نیچر کے قوانین کے عین مطابق ہیں اور جو انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی تھیں۔ اسلام ہمیں ایک تنہا اور مکمل خدا پر یقین دلاتا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور کوئی حصہ دار نہیں۔ فرشتوں پر یقین دلاتا ہے۔ جو روحانی اثرات کو طبعی ذرائع (سورج۔ چاند وغیرہ) کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہیں جیسے طبعی ذرائع طبعی اثرات (روشنی گرمی وغیرہ) کو پہنچاتے ہیں۔ لا انتہا روحانی الہامات کے سلسلہ پر اور پیغمبروں کے لگاتار مبعوث کرنے پر یقین دلاتا ہے۔ یوم آخرت بہشت (انعامات کے طور پر) اور دوزخ (گنہگار روحوں کے اچھا کرنے کی جگہ) پر یقین دلاتا ہے۔ اسلام نماز کا حکم دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لامحدود احسانوں کے بدلے شکر گذار دل سے تعریف نکلتی ہے۔ اور یہ ایک درخواست ہے۔ جو احسانوں کا اقرار کراتی ہے اور انعامات کا وارث بناتی ہے۔ روزوں کا حکم دیتا ہے۔ جو بُری چیزوں سے بچنے اور اپنے آپ پر قابو پانے کی عادت ڈالتے ہیں۔ یہ خیرات کا حکم دیتا ہے۔ جو تنگدلی کو دور کردیتی ہے۔ آخر کار یہ خانہ کعبہ کے حج کا حکم دیتا ہے (ان لوگوں کو جو طاقت رکھتے ہیں) تاکہ بغیر کسی رنگ۔ نسل یا مرتبہ کے لحاظ کے اخوت کا سبق سیکھیں۔ یہ اسلام کی حد ہے۔ اب فیصلہ آپکے اختیار میں ہے۔ کہ آیا عیسائیت اعلیٰ درجہ پر ہے یا اسلام ؛

کچھ لوگ آپ کو اسلام کی نسبت بُری بُری کہانیاں سنائیں گے بعض کہیں گے اسلام کثرت ازدواج کو جائز کرکے اس دنیا میں شہوت پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور آخرت میں بہشت میں اس قسم کا وعدہ کرتا ہے۔ بعض کہیں گے۔ کہ اسلام میں عورت میں روح نہیں مانی جاتی اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوسکتی ہیں۔ بعض کہیں گے اسلام غلامی اور انسانوں کی خرید و فروخت کو جائز رکھتا ہے۔ پس انکی بات پر کان نہ دھرو۔ وہ یا تو جاہل عیب جو ہونگے یا غرضمند شاکی آپ خود تفتیش کریں۔ پیغام رساں

اب آپکے گھر پر پہنچ گئے ہیں۔ وہ خوشی سے آپکے سوالات کا جواب دینگے ٭

اے انگلستان کے مرد اور عورتو! اس متبرک رسول نے جو ابھی ابھی ہم میں موجود تھا۔ ہمیں آپسے محبت کرنیکا سبق دیا ہے۔ آپکی قوم نے ہم سے بہت بھلائی کی۔ اس موجودہ امتحان میں آپکو دیکھ کر ہمارے دل پُردرد ہیں۔ تہ دل سے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپکی ضرورتوں میں مددگار ہو اور ان مغموم خاندانوں کی دلجوئی کرے جنہوں نے اپنے پیاروں کو قرض کی ادائگی کے لیئے نثار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے لشکر آپکی طرف ہو کر لڑیں۔ جیساکہ اسوقت ہوا۔ جبکہ رسولوں کے ماتحت ہو کر لوگ لڑا کرتے تھے۔ خدا کرے تمہارے دل نیکی کی طرف مائل ہوں اور روحانی پیغام کو لینے کیلیئے آپکی روحیں تیار ہو جائیں اور اس سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو۔ اس پیغام پہنچانے والے کی طرف متوجہ ہو جیساکہ پہلے برگزیدہ لوگ اپنے پیغام رسانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ پھر آپسے ایسا ہی سلوک کریگا جیساکہ وہ ہمیشہ اپنے عاجز اور شکر گذار بندوں سے کرتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لیئے کھول دے ٭ آمین ثم آمین ٭

دَوْرِ آخر کا نبی علیہ السلام

(رقمزدہ خاکسار محمد طفیل خاں۔ بی۔ اے۔ احمدی عفی اللہ عنہ از بٹالہ)

نور اور اُجالے سے انسان کے دل کو فرحت اور روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک شخص بلکہ ہر ایک ذی روح یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت نور و ضیا ہی کا راج رہے تاکہ اس کی حکومت کے نیچے وہ نہایت اطمینان اور آسودگی سے لطفِ زیست اٹھاتا رہے نور کے مقابلہ پر تاریکی ہوتی ہے۔ آہ! ۔ یہ کیسی روح فرسا چیز ہوتی ہے! کس طرح سے اسکو دیکھ کر بے چینی۔ گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ ہاں۔ اسکے زیر سایہ آجانے سے کس طرح انسان تلملاتا ہے۔ ہمارے قلم میں طاقت نہیں کہ اسکو بیان کر سکے ٭

پھر تاریکی بھی کیسی تاریکی! جہالت کی تاریکی!! وحشت کی تاریکی!!! آہ! ۔ یہ تو

پرلے درجے کی خوفناک چیز ہے۔ اسکے گھٹاٹوپ اندھیرے میں کبھی ممکن ہی نہیں کہ انسان کو اپنے بُرے بھلے کی تمیز ہو سکے ؛

ہائے افسوس! اس ظالم بیداد گر نے تمام دنیا پر اپنا سکہ بٹھا لیا۔ اور ہر ایک چیز پر اس طرح اُس نے اپنا تسلط جما لیا ہے کہ اخلاق اور تہذیب کے روشن سے روشن جواہر اسکے دامن میں پنہاں ہو گئے ہیں۔ ایمان اور روحانیت کی روشنی بالکل ماند پڑ گئی ہے۔ اور حسن افعال اور حسنِ اعمال کی تمام شعاعیں شب تاریک کی ظلمت سے بدل گئی ہیں ؛

یوں تو دنیا میں لیل و نہار کا اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ اگر اِسوقت دن ہے تو آفتاب کے غروب ہوتے ہی رات پڑ جائے گی۔ اور رات کے ختم ہونے کے بعد پھر سورج مشرق سے نمودار ہو جائے گا۔ اسی طرح اس فضائے عالم میں نور کے بعد ظلمت اور ظلمت کے بعد پھر نور کا دور دورہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر اِسوقت اِس گھٹاٹوپ اندھیرے نے کچھ اس طرح دنیا کے گوشے گوشے اور خِطّے خِطّے کو اپنی خوفناک اور ڈراؤنی چادر کی اوٹ میں لے لیا ہے کہ الامان۔ الحفیظ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا دنیا بھر کی تاریکیاں جمع ہو گئی ہیں۔ قتل و غارت۔ ظلم و ستم۔ لُوٹ مار۔ دوسروں کے حقوق غصب کر لینا لڑکیوں کے حقوق مار لینا۔ چوری۔ زنا۔ وہ کونسی بُرائی ہے جس کا عام طور پر رواج نہ پڑ گیا ہو۔ نیکی اور نیک کرداری اول تو عنقا ہو رہی ہیں۔ اگر کہیں خال خال اس کا وجود پایا بھی جاتا ہے تو وہ بھی نہایت ہی بُری حالت اور بھونڈے پیرائے میں۔ نہ کسی کو معاد کی فکر ہے نہ عقبیٰ کا خیال۔ گو لوگ عموماً خدا کی ہستی کو عقیدۃً مانتے ہیں اور اسکی قدرت کے بھی قائل ہیں مگر پھر بھی کھلے بندوں قبر پرستی ہو رہی ہے اور مُردوں کو نیکی اور بدی کا مالک و مختار تصور کیا جاتا ہے۔ غرض ایک عالمگیر جہالت ہے جو اس تیرہ خاکدان ہستی پر چھائی ہوئی ہے۔ اور جہاں جہاں پہلے اسلام اور روحانیت کی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ تمام جگہیں اب کاشانۂ ظلمت ہو کر تیرہ و تار بن رہی ہیں ؛

پر کیا یہ کالی کلوٹی رات کبھی ختم نہ ہو گی؟ کبھی صبح امید کا متبسم چہرہ اپنے آپ کو

نیے نقاب کر کے اندھیرے سے بے چین ہو جانے والے دلوں کو تسکین و طمانیت نہیں دلائیگا؟

آہ! جہاں جہالت کی کوئی انتہا نہ رہی اور خود غرضیوں۔ بد وضعیوں۔ شرارتوں۔ بد تہذیبیوں۔ اور ہر قسم کی بدکاریوں کا پیمانہ لبالب ہو کر اوپر سے چھلک گیا تو رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ اور اُس نے ایک شمع شب افروز کو اس تیرہ و تار رات میں جلوہ افگن کر کے ضیا بخشِ کاشانۂ ظلمت بنا دیا۔

یا یوں سمجھیئے۔ کہ اُس نے اُس جہالت کی تاریکی اور لمبی رات کو ختم کر کے تہذیب و روحانیت کی پُرنور صبح کا چہرہ دکھلا دیا۔

بس پھر کیا تھا۔ پریشان دل مطمئن ہو گئے۔ شیاطین اور تاریکی کے فرزند گھبرائے ہوئے پھرنے لگے۔ ظلمت اور بیدادی کا سکہ دنیا سے اُٹھنے لگا۔ سینے روحانی جذبات سے اور دل نورانی خیالات سے بھرنے لگے۔ اور ہر نفس ایک خاص کیفیت کا متوالا دکھائی دیا۔

خدائے رحمٰن کی رحمانیت نے جوش مارا اور اس نے اپنے ایک مخلص اور بے ریا بندے کو جو راتوں کو اُٹھ اُٹھکر اُسی کے جلال کو ظاہر کرنے کے لیئے پُرسوز دل سے دعائیں مانگا کرتا تھا۔ اور جس نے اسکی رضاجوئی کے لیئے نعمائے دنیا کو ترک کر دیا تھا اس شبِ تار کا بدر منیر بنا کر بھیجدیا۔

ہاں۔ وہ نور آسمان سے اُتر آیا۔ اور اپنی پُرضیا کرنوں سے اُس نے دنیا سے تاریکی کے پردے کو اُٹھا دیا۔ پر نادان اور کوتاہ بین لوگوں کے کان میں جب گونج پڑی کہ آسمان سے ایک خدا کا مرد اُترا ہے تو انپر ایک بجلی گر گئی اور حیران ہو کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہیں! یہ کیا بات ہے؟! اجی! ہماری طرح کا ایک انسان ہے۔ اِسی عہد الارض میں اُس نے اُسی طرح پرورش پائی ہے جس طرح ہم نے۔ نہ یہ کسی ملک پر حکمران ہے۔ نہ کوئی مملکت اسکے قبضے میں ہے۔ نہ یہ کوئی بڑا امرا زامیر اور دولتمند ہے۔ نہ اسکے پاس کوئی ظاہری طاقت ہے۔ ہاں۔ ایک تن تنہا انسان ہے بیکس ہے اور غریب ہے۔ ایسی حالت میں ہم کس طرح اس کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم اسپر اعتماد کر سکتے اور کس طرح اسپر ایمان لا سکتے ہیں۔ اگر * اسکے ساتھ کوئی عظیم الشان جنگی طاقت ہوتی۔ اور دنیا میں یہ قتل و غارت

* عام مسلمانوں کا خیال تھا۔ کہ مہدیؑ جب آئینگے تو وہ قتل و غارت کا بازار گرم کردینگے۔ اور تمام کافروں کا صفایا کر کے دنیا کو ایک مذہب (یعنی اسلام) کی حکومت کے نیچے لے آوینگے۔ بس پھر مسلمانوں ہی کی حکومت ہر ایک خطہ ہو جاویگی۔ اور ساری دنیا ان کے سامنے سر بسجود ہو جاویگی۔ منہ

کا بازار گرم کر دیتا تو بھی کوئی بات ہوتی ؛

مگر ایسے لوگوں کی نظر زمین تک ہی محدود تھی۔ وہ ظاہری اسباب کو دیکھتے تھے۔ پر کیا جانتے تھے کہ وہ عالم الغیب والشہادۃ خدا جسکو یہ عادت ہے کہ وہ اپنی قدرت کے کرشمے ہر آن دکھاتا رہتا ہے۔ جس نے کہ تمام دنیا کی حیرت انگیز کوششوں کے مقابلے پر بھی اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسرے کے ایوان پر گاڑ کر دکھا دیا۔ اور جس نے چشم زدن میں بُت پرستی کی تاریکی کو دنیا سے دُور کر کے شرک کا طلسم توڑ کر اور دہریت کا باطل خیال باطل کر کے اپنی بے چون و بے چگوں بے شبہ و بے نمون ہستی کا ثبوت تمام جہان کو دیدیا تھا) پس پردہ اسکے پیچھے کیا کر رہا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اسکے پاس کوئی ظاہری طاقت تو نہ تھی۔ وہ ایک تنِ تنہا انسان تھا۔ پر وہ در اصل خدا تعالیٰ کی کنارِ عاطفت میں تربیت پا کر اطفال اللہ کی طرح نازل ہوا تھا۔ اور ملائکہ کی ایک فوج اپنے ساتھ لایا تھا۔ وہ زمینی نہیں تھا بلکہ آسمانی تھا۔

غرض ایک ایسے زمانے میں جبکہ مخالفینِ اسلام نے اسلام کا نام صفحہ دنیا سے مٹا دینے کی (اگر ایسا ممکن الوقوع ہوتا) ٹھیرالی تھی اور ایسے وقت میں جبکہ بدکاریوں اور بدعملیوں کی گھنگور گھٹا ایک عالم پر چھا گئی تھی اور ایمان و اعمال کا نام و نشان ہی دنیا سے گویا اُٹھ چلا تھا اور جہالت و ضلالت کا ایسا پردہ حائل ہو گیا تھا کہ اسکی شبِ تار میں سارقانِ دین اپنا قابو پالیں۔ اُس حیٌّ لایموت خدا نے جو ہر ایک قسم کے نقص و عیب سے پاک۔ مرنے جینے سے مبرّا۔ اور جسم و حلول سے منزّہ ہے جو عین امساک بارش میں جبکہ زمین جلکر پکار اُٹھتی ہے اپنے فضل و کرم کے بادل بھیجدیا کرتا ہے اور جو تاریک رات کے انتہا پر آفتاب کا روشن چہرہ دکھا کر دنیا کو ہزارہا دل خوش کن امیدوں کا نظارہ کرا دیا کرتا ہے اپنے مقدس نبی صلعم کے پاک ہونٹوں سے نکلی ہوئی بات کو سچ کر دکھایا اور اس بدرِ منیر کو جسکے متعلق حضرت مخبر صادق صلعم نے چودہ سو ۱۴۰۰ سال پہلے خبر دی تھی کہ شبِ بدر میں ایک نہایت ہی

٭ لقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلہ

۱۔ اس آیت کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ جب بدر کے مقام پر مسلمانوں کی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی اور ان کے مقابلے پر مشرکین مکہ ہر طرح سے مسلح و طیار تھے اور انکو اس بات کا گھمنڈ تھا کہ مسلمان لوگ

مبارک ساعت میں اس کا ظہور ہوگا نہایت آن بان سے آسمان پر ہویدا کردیا ؀

بقیہ حاشیہ۔ کبھی اُن سے بازی نہیں لے جا سکتے بلکہ وہ اُن کو وہاں اتنا بھی موقعہ نہ دینگے کہ وہ اپنی جانوں کو بھی صحیح سلامت لے کر نکل جائیں۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رض ایک عروہ میں گئے۔ اور آنحضرت صلعم نے رو بقبلہ ہوکر نہایت عجز و نیاز کے ساتھ جناب باری تعالیٰ میں دعائیں کرنی شروع کیں۔ اور اسقدر روئے اسقدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ روتے جاتے تھے اور جناب الٰہی میں عرض کرتے جاتے تھے کہ خدایا اگر آج مسلمانوں کو مدد نہ آئی اور یہ قلیل سی جماعت اس جنگ میں ساری کی ساری کام آگئی تو پھر زمین پر تیری کون عبادت کریگا۔ اس زاری اور حالتِ انکسار کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رض آنحضرت صلعم سے چمٹ گئے۔ اور عرض کی کہ یا نبی اللہ ؐ بس کیجئے۔ وہ خدا اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم ان یمدکم بالفٍ من الملٓئکۃ مردفین۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ دیکھو جبرئیل گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے مسلح آرہے ہیں۔ غرض ایک نصرت تو زمانہ گذشتہ میں مسلمانوں کو پہنچ چکی ہے۔ جبکہ انکی حالت نہایت کمزور تھی اور پھر یہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہوئی تھی۔ کہ اس سے کفار کا جی چھوٹ گیا تھا۔ بہت سے کفار تہ تیغ ہوئے۔ باقی سب فرار ہوگئے۔ اور جسقدر بڑے اور سرآورد عدد تھے (مثل ابوجہل کے) وہ سارے کے سارے مارے گئے۔ اور مشرکین عرب کا زور ٹوٹ کر حجت پوری ہوگئی۔ اور انکو ہمیشہ کے لیئے یقین ہوگیا۔ کہ مسلمانوں کے مقابلے میں انکی فوجیں کام نہیں دے سکتیں خواہ وہ (کفار) تعداد دکثرت میں اَن گنت اور بے شمار کیوں نہ ہوں ؀

۲- اس آیت میں ایک لطیف اشارہ آیندہ زمانے کی طرف بھی ہے۔ جو شمار میں شب بدر کی مانند ہوگا۔ جس طرح سے کہ شب بدر چودھویں رات کو ہوتی ہے۔ اور ہلال سے تیرہ رات کے فاصلے پر آتی ہے اسی طرح سے استعارہ کے طور پر اللہ کریم نے بتایا ہے کہ اِس **بدرِ منیر** کے نکلنے کا وقت خاتم النبیین صلعم کی ہجرت سے تیرہ سو سال کے بعد چودھویں صدی میں ہوگا اور جس طرح بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کی حالت نہایت نازک تھی اور ان کے مقابلے پر کفار اور مشرکین کی ہر طرح سے چڑھی بنی ہوئی تھی اسی طرح شب بدر کے لیئے بھی ضروری تھا کہ اسکے اندر اسلام کو سخت مصائب کا

چونکہ احادیث میں اس نیّرِ صداقت یعنی مسیح موعودؑ کا مطلع کدعہ بیان ہو چکا تھا۔ اسلیئے قادیان ہی سے نورؑ کی شعاعیں پھیلنی شروع ہوئیں ؛

بعض احادیث میں صاف طور سے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا نزول ایک گاؤں میں ہوگا جس کا نام کدعہ ہے۔ مگر دوسری احادیث میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرق کی طرف مسیح موعودؑ کا نزول ہوگا۔ غور کرنے پر آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ احادیث بھی ہمارے مدعا کی منافی نہیں ؛

کیا آپ جانتے ہیں کہ تثلیث کی تخم ریزی اول ہی اول کہاں سے شروع ہوئی۔ کہاں سے یہ پودہ نکلا اور ایک خوشنما کھیت کی شکل میں بڑھا اور پھولا پولوس کہاں اور کس شہر میں مسیحیوں کو ایک خواب کا قصہ سنانے کے لیئے پہلے پہل آیا اور کس شہر میں داخل ہوکر اس نے پہلے پہل یہ مشہور کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اگر آپ اُس زمانے کے واقعات پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ یہی دمشق تھا جس میں آسمان کے نیچے یہ اعلان کیا گیا اور ایک انسان کو خدا قرار دینے کا بنیادی پتھر پہلے پہل رکھا گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب خداوند کریم نے اس مسیحؑ کے مثیلؑ کے نزول کا ذکر فرمایا جسکو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا گیا تو فرمایا کہ اس نیر اعظم۔ اس آفتابِ صداقت کا مطلع دمشق کے مشرق کی طرف ہوگا ؛

ایسا کیوں فرمایا؟ اسلیئے کہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مشرق سے طلوع کرنا اقبال کی نشانی بتائی گئی ہے اور اسی وجہ سے قادیان کو جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مسیح موعودؑ کے نزول کی

بقیہ حاشیہ سامنا ہوا در ایسا معلوم ہو کہ گویا اس کا گلا گھونٹا ہوا ہے اور قریب ہے کہ اُس کا نور تاریکی سے مبدل ہو کر شبِ دیجور کی حکومت ہر ایک جگہ پر قائم ہو جاوے پھر جس طرح سے کہ دشمن بدر کے دن اسلام کے مقابلہ میں مغلوب ہو گئے تھے اسی طرح اس شبِ بدر کو ہر ایک قسم کا جھگڑا چک کر تمام مذاہب پر دین اسلام کا غلبہ ہو جاوے اور بدرِ کامل کی طرح اسلام تمام ترقیات کے جملہ مراتب طے کر کے کمالِ تام حاصل کرے۔ منہ

جگہ تھی اس نے دمشق سے مشرق کی طرف بسایا تاکہ وہاں سے اُس نور کا طلوع ہو کر تین خداؤں کے خیالاتِ باطلہ کی جگہ **ایک خدا** کا جلال دنیا میں قائم کردے ؛

یہ جو انجیل میں لکھا تھا کہ مسیح کا آنا ایک ایسے زمانے میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارے پر چمک کر تمام کناروں کو ایک آن کی آن میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح کا نزول ایک ایسے وقت میں ہوگا جبکہ تین خدا قرار دینے والا مذہب قریب سارے جہان پر جال کی طرح پھیل کر غیرتِ خداوندی کو بھڑکانے کا باعث ہو جاویگا۔ اور پھر خدا اس باطل تعلیم کو ردّ کرنے کے لیئے ایک **نور** ایسے مقام سے پیدا کرے گا جہاں سے اس منبع ظلمت کے سر پر سیدھی کرنیں پڑیں۔ الغرض اس **خدا نما وجود** نے اس طرح نمودار ہو کر پہلا کلام جو کیا وہ حسب ایمائے الٰہی ایک مبسوط اور لاجواب کتاب کا لکھنا تھا۔ جسکے ساتھ اُس نے ایک بردست دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ذریعے دنیا کے تمام مذاہب اور اُن کے متبعین کو دعوت دی کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی وساطت سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے مُبرّا اور منزّہ سمجھکر اسکی تمام پاک اور کامل صفات پر ایمان لا سکتا ہے اور فقط اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں صداقت کی برکات شمس النہار کی طرح درخشاں ہیں۔ پر دوسرے جسقدر بھی مذاہب ہیں وہ بحالت موجودہ باطل ہیں اور اُن کی متابعت سے روحانی برکات سے تمتع حاصل کرنا تو درکنار انسان اپنی موجودہ حالت کو بھی برقرار نہیں رکھ سکتا ؛

یہ پہلا اشتہار تھا جو اُس عظیم الشان انسان نے ہزاروں کی تعداد میں مختلف السنہ میں چھپوا کر تمام دنیا کے اندر مشاہیر مذاہب کے پاس رجسٹری کرا کر بھجوا دیا۔ پر کس کو ہمت تھی اور کس کا حوصلہ تھا کہ اس کتاب لاجواب کا جواب لکھ کر دس ہزار روپیہ کا مستحق بنتا ؛

ہاں کوششیں تو بہت کی گئیں۔ جلسے منعقد کیئے گئے۔ کمیٹیاں ہوئیں۔ نامی گرامی اور جوشیلے وکلاء سے مشورے لیئے گئے کہ کسی طرح کوئی بات نکل آئے جسکی وجہ سے اُس عظیم الشان کتاب کے حیرت انگیز مصنف کو طرح طرح کی مشکلات اور پیچیدگیوں کے اندر مبتلا کر دیا جاوے۔ پر کچھ نہ بنا اور سوائے مایوسی اور حرمان نصیبی کے انکے کچھ پلے نہ پڑا ؛

پھر یہ نونہال جسکو باغبان حقیقی نے اپنے دستِ قدرت سے لگایا تھا۔ اسی کے ہاتھ سے

سیراب ہونے اور سینچا جانے لگا اور اُسی کے زیرِ نگرانی سرسبز و شاداب ہونے لگا۔ نادان مخالفوں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ اپنی دولت کو پانی کی طرح بہا کر سارا زور بازو لگا دیا اور کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ استہزا سے کام لیا گیا۔ پھر تبرّا بازی پر اُتر آئے جھوٹے مقدمات بنانے شروع کر دیئے اقدامِ قتل تک کے الزامات لگانے سے فرق نہ کیا۔ پر یہ **خدا کا مرد** ان سب کو وہی اور اسی قسم کے جواب دیتا رہا جو اور جس قسم کے جوابات اللہ تعالیٰ کے مامور ہمیشہ سے معاندینِ حق کو دیتے رہے ہیں۔ نادان انسان نے جُوں جُوں اسکی بیخ کنی کی تدابیر سے کام لینا شروع کیا اور جُوں جوں اُس نے کوشش کی کہ اس کا سلسلہ مٹ جائے یا کسی طرح درہم برہم ہو جاوے اُسکو اور بھی ترقی ہوتی گئی اور خارق عادت طور پر اُس عظیم الشان درخت کا استحکام ہو کر تمام دنیا کے اندر اسکی جڑ و ں کا جال پھیل گیا۔

کیا یہ ایسا امر نہیں کہ تمام آنکھوں والے انسانوں کے لیئے اور ان کے لیئے جو چشمِ بصیرت رکھتے ہیں ایک ناقابل محو نشان پیش کرے۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا۔ تو کیا ممکن تھا کہ ایک دنیا کی کوشش کے مقابلے میں وہ کبھی اپنی ہستی کو قائم رکھ سکتا۔ کیا وہ کبھی کا نابود نہ ہو گیا ہوتا؟ ہاں خوب غور کرو۔ کہ اگر وہ خدا کا لگایا ہُوا پودا نہ تھا۔ اور اُسکے اپنے ہاتھ سے اُسکی حفاظت اور پرورش نہ ہوتی تھی تو پھر وہ کیا بات تھی کہ اسقدر اشد انسانی مزاحمت اس کا ایک بال بیکا نہ کر سکی۔

صرف یہی بات نہیں کہ دنیا نے اسے نقصان پہنچانا چاہا۔ اور وہ ہر میدان میں اسکے حملوں سے محفوظ رہا۔ بلکہ اس نے ساری دنیا کو للکار للکار کر بتا دیا اور مدت العمر یہی شور چار دانگ عالم میں برپا کرتا رہا۔ کہ میرا پاسبان۔ میرا محافظ۔ **میرا اللہ ہے** وہ ہر ایک دشمن سے میری حفاظت کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہیگا۔ میرے دشمن ناخنوں تک زور لگا کر دیکھ لیں۔ اور ہر ایک تدبیر کو جمع کر لیں۔ پر وہ مجھے قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ **مجھے نقصان پہنچانا تو درکنار** - وہ خود تباہ ہو جاوینگے اور ہر ایک ظالم کی تدبیر اسی پر لوٹ کر پڑیگی۔ یہ میرے خدا کا فیصلہ ہے اور اسے کوئی شخص نہیں ٹال سکتا۔

دیکھو وہ کیا فرماتے ہیں:۔ **انّ معی حفظة یحفظوننی من اللہ فاجمعو**

کید کم ثم انظروا هل یسقط الکید الا علی من جفا۔

کاش سلیم الفطرت اور سعید طبائع ان واقعات پر جو آجتک اس مرد خدا کے ساتھ گذرے ہیں ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمادیں *

ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ عظیم الشان انسان ایک تنگ و تار کوٹھری میں الگ تھلگ زندگی بسر کرتا تھا اور ایک وہ وقت آگیا۔ کہ مذہبی دنیا نے اس سے ایک عالمگیر جنگ چھیڑ دی * تاکہ وہ سب کچھ پورا ہو جو کہا گیا تھا کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (صف)

Digitized by Khilafat Library

اسے آریہ۔ برہمو۔ مسیحی۔ دہریہ۔ فلاسفر وغیرہ وغیرہ سب کو یہی سنایا۔ کہ تم غلط راستے پر چل رہے ہو۔ یہ صدا چاروانگ عالم میں پھیلینی تھی کہ ہر طرف سے اسباب پرست انسان چلا اُٹھا۔ کہ یہ انسان جس نے ایک دنیا کے ساتھ عالمگیر جنگ کی ٹھیرائی ہے

آج نہیں تو کل ضرور نابود ہو جائے گا

اور وہ وقت دُور نہیں ہے کہ اس کا نام و نشان حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاوے لاکلام۔ ایسا ہونا مشکل نہ تھا۔ بلکہ اگر زبردست خدا کا ہاتھ اس کا محافظ نہ ہوتا تو ایسا ہونا یقینی تھا *

چونکہ زمینی اور سطحی خیالات کے لوگوں میں وہ سکینت اور خدا پر وہ بھروسہ نہیں ہوتا جو مردانِ خدا کو ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ فی الفور اوچھے ہتھیاروں پر اُتر کر تکفیر بازی اور سب و شتم کی بھرمار شروع کر دیتے ہیں۔ مگر اسکے مقابلے پر اللہ تعالیٰ اپنے راستباز بندے کو تسلی دیتا ہے اور اطمینان بھرے کلمات سے اسکے ساتھ اپنی قدرت نمائیوں کے حیرت انگیز وعدے کرکے صبر کی تعلیم دیتا رہتا ہے۔ اور آخرکار .. .. وہ راستبازوں ہی کو فتح دیتا ہے *

جس وقت اس عظیم الشان انسان نے براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اسوقت قادیان کو کوئی نہ جانتا تھا۔ مگر اسکے بعد ہی معا اللہ کریم کے فضل و احسان سے ایک لگاتار سلسلہ مہمانوں کی آمد و رفت کا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس زبردست خدا نے جسکے ارادے

کے بغیر ایک پتا تک نہیں ہل سکتا اور جس کا علم ہر شے پر محیط ہے اُسے بشارت دی کہ **تو اپنا مکان وسیع کر اور دُور دراز سے لوگ تیری زیارت کیلئے آیا کرینگے**۔ اور وہ اتنی کثرت سے اور اتنی تعداد میں آیا کرینگے کہ کثرت استعمال سے سڑکوں پر گڑھے پڑجاوینگے جیسا کہ فرمایا وسع مکانک ویأتون من کل فجٍ عمیق۔ اِس سے پہلے ہم کئی نمبروں میں (دیکھو ریویو آف ریلیجنز۔ بابت ماہ ہائے اپریل ۱۹۱۴ء تا اگست ۱۹۱۴ء) اس بات پر بخوبی روشنی ڈال چکے ہیں کہ کس طرح یہ شخص امداد غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ اور علوم لدنیہ ہوا اور کس طرح اسکو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا اور کس طرح اسکو ملائکہ کی طرح یا یوں کہیئے انبیائے اولوالعزم کی مانند امور غیبیہ پر اطلاع ہوئی یہاں تک کہ اسکی ایک بات بھی غیب و صدق سے خالی نہ گئی اور کس طرح اس نے ہزارہا مسلسل اور طویل اشتہارات کے ذریعہ عوام و خاص تک اپنے رب کی منادی پہنچادی اور وہ حکم جسکے لیئے ارشاد تھا کہ اسکو دنیا کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک پہنچادو اسکو نہایت خوبی اور صفائی سے کامل طور پر دنیا کے کان تک پہنچا کر چھوڑا۔ اور کس طرح صادق القول خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہیں اور کس طرح آخر کار باوجود مولویوں کی تکفیر اور سب و شتم کے لوگ رجوع کر کے جوق در جوق آکر سلسلۂ بعیت میں شامل ہونے لگے اور کس طرح حق اور صداقت کی تیز تلوار اور الٰہی نور کی تیز شعاعوں نے اسکے مخالفین اور اعدا کو خیرہ کردیا اور کس طرح سعید الفطرت اشخاص نے اس مبارک روشنی سے اپنی تاریکی کو دُور کر کے اس **نور کے فرزند کی کفش برداری کا فخر حاصل کیا**۔

ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جبکہ خود اُن کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ "**میں وہ نور ہوں جو دنیا بھر کی تاریکی و ظلمت کو دُور کرنے آیا ہوں** اور میں خدا تعالیٰ کا مامور ہوں۔ اور اسی برتر اور بلند ہستی کے حکم سے آیا ہوں۔ میں عبدِ منصور اور بندۂ مدد یافتہ ہوں۔ میں وہ مہدی ہوں جس کا آنا لازم ہو چکا تھا۔ اور وہ مسیح ہوں جسکے نزول کا وعدہ دیا جا چکا تھا میں **اپنے رب کے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جسکو انسانوں میں سے کوئی بھی**

نہیں جانتا۔ میرا بھید اکثر اہل اللہ سے بھی پوشیدہ ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے اطلاع ہو سکے۔ اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھ سے بہت دُور ہے۔ اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں سکتی .... پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ ...... اور کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو اور ہرگز نہیں پاؤ گے اگرچہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈھتے رہو۔ اور یہ کوئی فخر نہیں۔ بلکہ اس خدا کی نعمتوں کا شکر ہے جس نے اس نونہال کو لگایا ہے .... میرے رب نے میرا نام احمدؐ رکھا ہے پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو۔ اور ناامیدی کے درجہ تک اپنے امر کو نہ پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی تو اس نے سچ بولا۔ اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا پس جھوٹ بولا۔ اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸ تا ۲۱)

اسوقت ہم کو حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر دلائل لکھنے مقصود نہیں۔ ایک سلیم الفطرت اور سعید طبع انسان اگر ان واقعات پر جو اس اہل اللہ کے ساتھ ہو چکے ہیں ذرا غور کرے تو اسکو بجز تسلیم چارہ ہی نہ رہیگا کہ خدائے ذوالجلال کی تجلی کے ظہور کا وقت اگر کوئی ہو سکتا تھا تو یہی تھا اور یہی وقت تھا جب وہ سب کچھ جو پہلے نوشتوں میں مذکور تھا اور جو خدا اور خدا کے انبیاءؑ کی زبانوں پر پیشگوئی کے رنگ میں آیا تھا ظہور میں آگیا۔

ہاں خوب سوچو۔ کہ اُن پیشگوئیوں کے مطابق کیا بدی کا سیلاب اپنے انتہا کو نہیں پہنچ گیا تھا۔ اور کیا جہالت کے دامن نے اپنے تاریک اور ظلمت نشان پاؤں ہر طرف پسار کر دنیا کو ظلمت کدہ نہیں بنا دیا تھا۔ اور کیا جہان بالکل فاسد نہ ہو گیا تھا۔ پھر خوب تدبر کرو۔ کہ خدائے رب الافواج نے جو وعدہ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ فرمایا تھا۔ کہ ہم تیرے دین کی ہمیشہ محافظت فرماتے رہیں گے۔ کیا اپنا وعدہ وہ اسوقت بھول گیا تھا؟ کیا آیت استخلاف (وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم الی الآیہ) آپ کو یاد نہیں؟

کیا اس آیت میں صاف و صریح وعدہ .... اس اُمّت کے لیے ایسے خلفا کا نہیں ہے جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں۔ کیا حضرت پیغمبر امی صلعم کو مثیل موسیٰ قرار دیکر اس آیت میں اُنکے خلفاء کا سلسلہ حضرت موسیٰؑ کے خلفاء کے سلسلہ سے مشابہ نہیں کر دیا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخری خلیفہ .. - - - حضرت عیسیٰؑ کی طرح آئیگا اور وہ اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ **پھر کیا اُس آخری خلیفے کا انکار جو نص صریح کے ماتحت آئیگا قرآن کریم کا انکار نہ ہوگا؟** اور کیا منکرِ قرآن موردِ عذابِ الٰہی نہیں ہوتا؟ کیا صحف مطہرہ۔ قرآن کریم۔ توریت اور انجیل پر غور کرنے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ خداوند کریم سے بڑھکر کوئی وعدوں کا وفا کرنیوالا اور صادق القول نہیں ہے، پھر کیا خدا تعالیٰ کا وعدہ ٹلنا ممکن ہے؟ کیا یہ سزاوار شان ایزدی ہے کہ وہ تم سے وعدہ کرے کہ موسیٰؑ کے خلیفوں کی طرح تم میں بھی خلفاء پیدا کریگا اور پھر وہ اپنے وعدوں کو بھول جاوے اور حضرت مسیح ناصری کو آسمان سے اُتار دے؟ کیا خدا تعالیٰ کا اس آیت میں نون ثقیلہ سے موکد کر دینا اس بات کو ہر ایک شکوک سے پاک نہیں کر دیتا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں ضرور وہ خلیفہ آئیگا جو عیسیٰؑ کی مانند ہو۔ کیا حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے آخری خلیفہ نہ تھے۔ کیا یہ خلیفہ (مسیح موعودؑ) رسول کریم صلعم سے اتنی ہی مدّت بعد نہیں آیا جتنی مدّت بعد سلسلہ موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰؑ آئے تھے۔ کیا رسول کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق چاند اور سورج کا گرہن رمضان شریف میں نہیں ہو چکا۔ کیا اونٹ سواری سے معطل نہیں ہوئے؟ پھر کیا زمین اور آسمان نے اس موعودؑ کی گواہی نہیں دی۔ کیا یہ سارے نشانات کسی مفتری کے لیے جمع ہونے ممکن تھے۔ اور کیا صادق کے سوائے زمین و آسمان اس طرح کسی جھوٹے مدعی کی شہادت دے سکتے ہیں؟ کیا جو شخص خدا تعالیٰ پر افترا باندھے اور حد سے گذر جائے اسکی تائید خدا تعالیٰ سے ممکن ہے اور کیا اگر ایسا ہو اور خدا تعالےٰ کی جناب سے ظالموں کی تائید اسی طرح سے ہوا کرے جس طرح وہ صادقوں کی تائید کیا کرتا ہے تو اسکی امتیازی گورنمنٹ کا نشان مل سکتا ہے اور دنیا میں کبھی نیکی کا قیام

ممکن ہے؟

ہائے افسوس۔ آپ کیوں خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلعم کے قول منکم کو فراموش کرتے ہیں اور کیوں فضول توقع رکھتے ہیں کہ مسیحؑ آسمان سے نزول فرمائینگے۔ کیا آپ کا یہ خیال قرآن کریم سے بے خبر ہونے کا ثبوت نہیں۔ کیا مسیحؑ کی زندگی اور ان کے آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ صعود کر جانے میں آپ کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ کیا وہ اس وجہ سے آسمان کو نہیں چھوڑتے کہ بعض سادہ لوح انسانوں کو یہ یقین کرنے کا موقعہ مل جاوے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاذاللہ خدائی میں شریک ہیں؟ ہائے! آپ کو یہ کیسے گوارا ہے کہ آپ قرآن کریم کو اس طرح ترک کرتے ہیں؟

کیا آپ غور نہیں فرماتے کہ اس مہیمن کتاب فرقان مجید میں اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ تمام ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اسمیں کوئی باطل کی راہ نہیں ہے اور وہ ہر ایک امر میں حکم ہے نبی کریم صلعم کو مثیل موسیٰؑ بنانے اور آنحضرت صلعم کے تمام خلفاء کو حضرت موسیٰؑ کے تمام خلفاء سے مشابہت دینے میں کیا غرض مرکوز ہے کیا کما کا لفظ سلسلہ محمدی کے خلفاء کو حضرت موسیٰؑ کے خلفاء سے مشابہ نہیں کر دیتا؟ کیا خدا تعالےٰ بھی معاذ اللہ وعدہ خلافی کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ کیا اسپر بھی ایک عاجز انسان کی طرح نسیان غالب ہو سکتا ہے یا بعض مجبوریوں کے سبب وہ انکے ایفاء سے معذور ہو سکتا ہے؟

جو لوگ لکیر کے فقیر ہیں۔ یا اپنے خیالات کی ترویج کرنے کے عادی ہونے کے باعث جو کچھ ان کے معتقدات ہیں ان سے الگ ہونا کسی حالت میں گوارا نہیں کرتے وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ:۔

(۱) مسیح ناصریؑ ابھی تک زندہ موجود ہے۔ (۲) وہ آسمان پر زندہ ہی اٹھایا گیا تھا (۳) صلیب پر وہ نہیں چڑھایا گیا۔ بلکہ کسی اور انسان کو جو قریب قریب اسی کی شکل و شباہت کا تھا صلیب پر چڑھایا گیا۔ اسلیئے وہ دشمنوں کے ہاتھ سے صحیح سلامت نکل گیا۔ کیونکہ خدا کا یہی منشاء تھا

کہ ایسا ہو * (۴) دوسرے شخص کو سُولی دیتے وقت مطلقاً کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ مسیح کے سوا کسی اور شخص کو سولی دیا جا رہا ہے * (۵) وہی مسیحؑ جو آسمان پر گیا ہوا ہے۔ دوبارہ پھر آئیگا *

یہ ہیں وہ عقائد جو ہمارے دوست ظاہر کیا کرتے ہیں۔ ان تمام عقائد کو ہم نے نمبروار لکھدیا ہے۔ اور بعونہٖ تعالیٰ نمبروار ہی ہم ان کا جواب بھی تحریر کرینگے *

۱۔ مسیح ناصریؑ ابھی تک زندہ موجود ہیں *،

جواب ۔ مسیح ناصریؑ کی وفات کا معاملہ اب کچھ ایسا طشت از بام ہو چکا ہے۔ کہ ہم سرے سے اس بات کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے کہ اس سوال پر کچھ لکھنے کے لیئے قلم اُٹھائیں۔ ہمارا تو مسیحؑ کی حیات سے مطلقاً انکار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی بات کے منکر کا یہ فرض نہیں ہوتا کہ وہ اپنے انکار کے دلائل دیتا پھرے۔ جو لوگ برخلاف نصوص صریحہ اسکی حیات کے مدعی ہیں۔ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ ثبوت دیں کہ مسیحؑ کیونکر ابھی تک زندہ ہیں *

کوئی بات ایسی نہیں جس کی بابت قرآن کریم نے قطعی فیصلہ نہ کر دیا ہو۔ **قرآن کریم نے تو قریباً ساٹھ یا ساٹھ سے زیادہ آیات میں بتا دیا ہے کہ مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔**

جو لوگ مسیحؑ کی حیات کے قائل ہیں انکا دعویٰ تین حال سے خالی نہیں۔ (۱) یا تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے کسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ بجسد عنصری جاتے دیکھ لیا ہوگا اسلیئے انکی حیات کا انکار ان کو بہت گران گذرتا ہوگا *

۲۔ یا یہ محض ان کا گمان ہوگا کہ بقول مسیحی لوگوں کے مسیح علیہ السلام شاید زندہ ہی ہوں اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ گمان یقین کے قائم مقام کسی حالت میں نہیں ہو سکتا *

۳۔ یا انہوں نے قرآن یا احادیث صحیحہ میں کہیں مسیحؑ کی حیات کا ذکر پڑھا ہوگا *

انکے دعوے کی یہ تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر انہوں نے حضرت مسیحؑ کو آسمان پر زندہ بجسد عنصری جاتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ تو اس کا ثبوت پیش کریں۔ اور یہ ظاہر ہے اور ارباب دانش اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے *

اور اگر وہ محض کسی گمان کی پیروی کر رہے ہیں تو یہ سراسر بعید از عقل ہے۔ کیا وہ اس بات کو گوارا کر سکتے ہیں کہ محض ظن و گمان کی اتباع میں صداقت کو ترک کر دیں اور

اس طرح حق و حکمت سے بکلی بے بہرہ رہ جائیں اور کیا وہ کبھی اس بات کو پسند کر سکتے ہیں کہ وہ ظن کو یقین کے بدلے اختیار کیئے رہیں اور محکمات کو متشابہات کے بدلے محض اسوجہ سے کہ وہ انکے دلوں میں جم گئے ہیں چھوڑے رہیں؟

اور اگر کہیں قرآن مجید یا احادیث صحیحہ میں مسیح م کی حیات کا ذکر انہوں نے مطالعہ کیا ہے تو اسکو پیش کریں۔ مگر ہم بڑے زور سے انکو بتائے دیتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس سے انکو اس دعوے کے ثبوت میں مدد مل سکے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی سرچشمے سے ایک ہی وقت میں دو متضاد باتیں نکل آئیں۔ قرآن کریم تو بھلا خدا کا کلام ہے۔ جس کا علم ہر ایک شے پر محیط ہے انسان بھی حتی المقدور اس بات کا التزام رکھتے ہیں کہ جو بات وہ ایک دفعہ بیان کر چکے ہیں اُسکی تائید اخیر تک ہوتی رہے اور انکے قلم یا زبان سے کوئی جملہ ایسا نہ نکلے جس سے اُنکی پہلی بات کی تردید ہوتی ہو۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کسی قسم کا کوئی تعارض یا تناقض ہو۔ فسبحانہ تعالیٰ عما یصفون۔

کون نہیں جانتا کہ رسول کریم صلعم کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ کیا حضرت عمرؓ نے اُٹھکر ایک مبسوط تقریر نہیں فرمائی تھی اور صحابہؓ کو مخاطب کر کے ایک عام جلسے میں للکار کر نہیں فرمایا تھا کہ:-

"لوگو! تسلی رکھو۔ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت ایک وقت خاص کے لیئے انہوں نے حجاب فرمایا ہے جو کوئی یہ کہنے کی جرأت کرے گا کہ حضرت رسول کریم صلعم اس طرح فوت ہو گئے ہیں کہ پھر کبھی اس دنیا میں ہمیں ان کا دیدار نصیب نہ ہوگا تو میں اسکی گردن اڑا دونگا" (مختصر ماحصل)

کیا بعض دیگر صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کی تقریر سے متاثر ہو کر اُن کے اس قول کی تائید نہ کی تھی؟ پھر کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کا کیا انجام ہوا تھا۔

اگر آپ کو وہ واقعہ اس وقت یاد نہ آتا ہو تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انکا کلام سُنا تو فوراً ممبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔

"لوگو! سنو۔ خدا کیا فرماتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ فصرح بان الانبیاء الذین کانوا من قبل ماتوا کلھم والمرسلون (ترجمہ) خدا فرماتا ہے جو ہر قسم کی بدی اور نقص سے پاک ہے کہ محمد (صلعم) ایک رسول ہیں اور یقیناً یقیناً ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ یہ آیت بتاتی ہی کہ اگلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور رسول بھی سب کے سب"۔

صحابہؓ کے دل رسول کریم صلعم کی وفات سے نہایت افسردہ ہو رہے تھے اور ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ پر سخت مبتلائے الم تھا۔ جونہی کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے یہ الفاظ سُنے۔ انکے دل میں عجیب تاثیر پیدا ہوئی اور یوں معلوم ہُوا کہ گویا یہ آیت آج ہی اُتری ہے اُس دن کوئی صحابی نہ رہا۔ جسکو یہ ایمان نہ ہو گیا ہو کہ سارے نبی فوت ہو چکے ہیں۔ یہ پہلا اجماع تھا جو حضرت مسیحؑ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہُوا۔ کیا حضرت مسیحؑ کی وفات کی ثبوت میں یہ اجماع کافی دلیل نہیں ہے؟۔ عاقل کے لیئے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

(باقی دارد)

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے)

تمہید میں اس مضمون میں احمدیوں اور دیگر مدعیان اسلام کے جو باہمی اختلافات ہیں انکو بیان کروں گا مگر پیشتر اسکے کہ میں اصل مضمون کو شروع کروں۔ میں سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو مختصر طور پر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں کے باہم تعلقات صاف طور پر معلوم ہو جاویں۔

مہدی علیہ السلام کا پہلا کام

اس امر کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمد علیہ السلام نے کوئی نیا مذہب نہیں بنایا بلکہ انکی آمد کا مدعا جیسا کہ ان کے مختلف اظہارات سے معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کو انکی قدیمی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنے اور نبی کریم کے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی طرف رہنمائی کرنا تھا

لیکن ان مسلمانوں کی زندگیاں پاکیزہ نہیں ہوسکتیں جبتک کہ اسلام کو اسی شکل و صورت میں ظاہر نہ کیا جاوے۔ جو نبی کریمؐ کی آمد کے وقت میں تھا۔ جہالت اور لامذہبی کا دور دورہ ہونے کی وجہ سے مسلمان نہ صرف اسلام کے متبرک بانی کی تعلیم سے ناآشنا ہو رہے تھے بلکہ اسلام خود حد درجے کی بدنما صورت میں پیش کیا جارہا تھا اور ایسے ایسے عقائد اس میں شامل ہوگئے تھے اور اسکی شاندار شکل بدصورت اور مکروہ نظر آتی تھی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کی زندگی کو پاک کرنا اسوقت تک ممکن نہ تھا کہ جبتک اسلام کے چمکیلے چہرے سے زنگ اُتارنے اور اسکا روشن چہرہ دکھانے کی کوشش نہ کیجاتی۔ بس یہی مہدی علیہ السلام کا کام تھا کہ اصل اور حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرے ؛

مہدی علیہ السلام کا دوسرا کام

صرف یہی ایک کام نہ تھا بلکہ ایک اور عظیم الشان کام بھی تھا وہ یہ کہ مسلمانوں کی بگڑی ہوئی صورت اور اسلام کی قابل رحم حالت کو دیکھ کر مختلف مذاہب نے ہر طرف سے اسلام پر زور شور سے حملے کرنے شروع کیئے۔ عیسائی سب کے لیڈر بنے اور اتنے اعتراضات اسلام پر کیئے کہ مسلمانوں کو اسکی سچائی میں شک پڑنے شروع ہوگئے۔ کیونکہ انکو ان سوالات کا کوئی جواب دینے والا نظر نہ آیا۔ ہزاروں نے محمد رسول اللہ کے دین کو ترک کردیا اور مسیحی مذہب قبول کرلیا پس یہ حالت متقضی ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق وہ موعود مامور مبعوث ہو۔ جو ان سوالات کی تردید کرسکے اور دوسرے مذاہب پر اسلام کی سچائی کو آسمانی نشانات سے قائم کرے ؛

دو کاموں کے لیئے دو نام

ان دونو کاموں کو پورا کرنے کے لیئے حضرت احمد علیہ السلام قادیانی نے مسیح موعود و مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ انکو ایک طرف تو اسلامی فرقوں کے اندرونی اختلافات کا فیصلہ کرنا تھا اور دوسری طرف زوردار دلائل اور طاقتور آسمانی نشانات سے تمام دنیا پر اسلام کو ہی سچا مذہب ثابت کرکے بیرونی خطرات کو دُور کرنا تھا۔ وہ تن و من سے اس کام میں مشغول ہوگئے اور اپنی وفات سے پہلے جو مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں واقعہ ہوئی لاکھوں آدمی آپکے پیرو ہوگئے اور یہ لوگ اخلاص مند

دل سے آپ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔

اپنے بہی خواہ کی مخالفت

یہ کبھی بھی گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ مسلمان کہلانے والوں نے ان کی ہر طرح سے مدد کی۔ بلکہ جب انہوں نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو آپ کے برخلاف مخالفت کا بہت بڑا طوفان برپا ہوا۔ مسلمان علماء نے فتویٰ دیا۔ کہ یہ شخص کافر ہے اور ہر طرح کے عذاب کے ساتھ اس کا قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ یہ ملاؤں کی صرف خیالی دھمکیاں ہی نہیں تھیں یقیناً ایسے لوگ ملک میں موجود تھے جو احمد کے قتل کو اسلام کے حق میں سب سے اعلیٰ کام سمجھتے تھے۔ اس مصلح کی جان لینے کیلئے کوششیں بھی کی گئیں۔ قاتل اور امن شکن وغیرہ بنا کر انکو عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ ان کے متبعین کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔

گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ

گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ہے۔ کہ اسکے طاقتور ہاتھ کے ذریعہ ملک میں امن قائم رہا۔ اور ہندوستان میں کسی قسم کی حقیقی سختی نہیں ہوئی۔ لیکن افغانستان میں اسکے برعکس واقعہ ہوا۔ اس نئے معلم کے پیرو خرگوشوں کی طرح شکار کیئے گئے اور انہیں بڑی بے رحمی سے ستایا گیا۔ انہیں سے دو نہایت معزز آدمیوں کو بڑے ظلم سے قتل کیا گیا۔ ایک کو سنگسار کیا گیا اور دوسرے کا کپڑے سے ہی گلا گھونٹا گیا۔ ان ذرائع سے خدا کے لگائے ہوئے پودے کو ابتداء میں ہی اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی گئی مگر نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا احمدیت فولادی میخوں کی طرح مضبوطی سے گڑتی گئی۔

باوجود مخالفت احمدیت نے ترقی کی

اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان دونو شہیدوں کے ملک میں احمد کے پیرو ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی باوجود برائے نام مسلمانوں کی جان توڑ کوششوں کے احمدیت بڑھتی گئی اور بانیٔ سلسلہ کی وفات پر پانچ لاکھ کی جماعت احمد کے گلّے میں داخل تھی۔ جو نہ صرف مسلمانوں میں سے ہی احمدی ہوئے بلکہ عیسائیوں۔ ہندوؤں۔ پارسیوں اور دیگر مذاہب میں سے بھی۔ آپکی پاک تعلیم کے طفیل سے اسلام میں داخل ہوئے۔ اس ابتدائی

مرحلے کے بعد میں اصل مضمون کی طرف توجہ کرتا ہوں ؎

پہلا اختلاف

میرے نزدیک احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور دوسرے موجودہ مسلمانوں کے اسلام میں سب سے پہلا اور ضروری اختلاف الہام الٰہی کے متعلق ہے۔ حضرت احمدؑ کا یقین اور تعلیم یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ہمیشہ کے لیئے ہیں قدیم زمانہ سے لیکر اب تک وہ ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اور آیندہ بھی ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں گی۔ سو آپ فرماتے ہیں کہ یہ تو نہایت ناقص خیال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات تو ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن تکلم کی صفت اب معطل ہو چکی ہے۔ اور اب قادر خدا کسی سے کلام نہیں کر سکتا جیسا کہ گذشتہ زمانوں میں وہ کرتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی ہی اسکے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ تمام دوسری روحانی صفات ہیں جو اسکی مخلوقات میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور کوئی لمحہ انکے تجربہ کے بغیر نہیں گذرتا۔ پس تکلم کی صفت کا بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ لیکن احمدؑ کے مخالفوں کا عقیدہ ہے۔ کہ نبی کریمؐ کے بعد الہام کا دروازہ بند ہے اور اب کوئی اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سن سکتا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی تکلم کی صفت معطل نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن شریف کے کامل کتاب ہونے کی وجہ سے آیندہ الہام کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کا جواب احمدؑ یہ دیتے ہیں۔ احمدؑ علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

الہام کا اصل مدعا

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن شریف آخری کتاب ہے۔ اور اس کے بعد قیامت تک اور کوئی قانون نہیں ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ کہ الہام کا دروازہ رسول کریمؐ کے بعد بند ہو چکا۔ قانون کا مکمل ہونا الہام الٰہی کے خاتمہ پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے لیئے جو نبی عربی کے پہلے گذری ہیں موسوی شریعت بالکل کامل تھی پھر بھی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ سینکڑوں نبی بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بیّن الہامات حاصل کرتے رہے۔ درحقیقت الہام کا مدعا یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق انسان کو یقین کی مضبوط چٹان پر قائم کرے۔ کیونکہ انسان اسوقت تک گناہ سے نہیں بچ سکتا جبتک

کہ وہ یقین کی حد تک نہ پہنچ جاوے۔ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پورا پورا یقین اسکے چمکتے ہوئے نشانات کے ذریعے سے حاصل ہو۔ یقین صرف یہی نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہے بلکہ اسے جاننا اور دیکھنا یقین کہلاتا ہے، اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملہم لوگ پے در پے نہ آتے رہیں۔ اگر قادر مطلق خدا نے سچائی کے متلاشیوں کو اپنی ہستی کا پورا یقین دلانا چاہا ہے۔ تو یہ امید نہیں ہو سکتی کہ اُس نے وہ دروازہ بند کر دیا ہو۔ جسکے ذریعہ وہ کلام کر سکیں۔ یا الہام پا سکیں۔

مسلمان خیر امم کس طرح کہلا سکتے ہیں؟

قرآن شریف میں متبعین نبی کریمؐ کا نام خیر اُمّت رکھا ہے۔ اب اگر الہام کا دروازہ انکے لئے بند ہے۔ تو وہ کسی حالت میں بھی خیر امت کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف ہمیں بتلاتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے سینکڑوں ملہم ہوئے۔ اب اگر مسلمانوں پر الہام کا دروازہ بند ہے۔ تو یہودی بے شک دونوں میں سے اعلیٰ ہوئے۔ ایک اور آیت میں قرآن شریف فرمانبرداروں کی نسبت فرماتا ہے۔ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا و الاٰخرۃ۔

سچے مذہب کا معیار

مندرجہ بالا بیان سے ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ احمد علیہ السلام نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ جبتک اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام نہ کرے اور اپنے آپ کو اپنی شیریں کلامی سے انپر ظاہر نہ کرے۔ انسان کبھی بھی اس کا اور اس کی صفات کا پورا علم حاصل نہیں کر سکتا۔ جو کہ گناہوں سے کلی طور پر چھوٹنے کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ احمد علیہ السلام نے یہانتک زور دیا ہے۔ کہ جو مذہب اپنے پیروؤں کو اس حد تک نہیں پہنچاتا۔ اور الہام کے دروازہ کو بند ہونے کی تعلیم دیتا ہے وہ سچا مذہب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ایک ایسی ہستی سے انکار کرتا ہے۔ جسپر انسان کی روحانی عمارت ایستادہ ہے۔ اکثر دفعہ احمد علیہ السلام نے الہام کو اس بارش سے مشابہت دی ہے۔ جس کی

زراعت کے لیئے ہر سال ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بارش جو پچھلے سال پڑی تھی۔ اس سال کی کھیتیوں کو سیراب نہیں کر سکتی۔ اور اگر اس سال بارش نہ ہو۔ تو پیداوار کچھ نہیں ہوگی۔ اور ملک میں قحط پڑ جائیگا۔ الٰہی الہام کا بھی یہی حال ہے۔ یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ پچھلے زمانہ میں بولتا تھا متلاشیٔ حق کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ انسانی روح فطرتہً اپنے خالق کی طرف اُڑتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی شاندار ہستی اُسکی طرف پرواز کرنے والی ارواح پر اپنے کلام کا دروازہ بند کردے۔ تو غور کرو کہ ان غریب ارواح کو کیسی مایوسی ہوگی ؛

ایک اعتراض کا جواب شاید کوئی اعتراض کرے۔ کہ اگر مان بھی لیا جاوے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے باتیں کرتا ہے۔ تو بھی کثرت سے ایسے لوگ رہ جاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نسبت یقین کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ جو کہ انسانی روح کی پاکیزگی کے لیئے نہایت ہی ضروری بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کی صاف آواز صرف چند برگزیدوں کے کان تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس سے گروہ کے گروہ بچ جاتے ہیں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل کرلیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا دوسروں پر ایسا ہی عکس ڈالتا ہے۔ جیسا کہ ایک شیشہ اپنے سامنے کی چیز کا عکس ڈالتا ہے۔ یقیناً ایسا آدمی خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسمیں بھی شک نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسکی روح برابر اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ ایک چشمہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے پوشیدہ اور شاذ و نادر انکشافات اسکے ذریعہ سے ظہور کرتے ہیں وہ دوسرے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے اور متوجہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ روحانی مقناطیس ہے۔ اب جہاں کہیں وہ مقناطیس ظاہر ہوتا ہے۔ تمام لوگ اسکی طرف بڑے زور سے کھینچے آتے ہیں۔ سوائے انکے جنہوں نے بداعمالیوں سے اپنی روحانی طاقتوں کو زائل کردیا ہو۔ پس اگرچہ بہت سے لوگ اتنے روحانی ترقی یافتہ نہیں ہوتے۔ جتنے کہ برگزیدۂ خدا

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے الفاظ سُن کر ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اس قابل ہوجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا انہیں پورا پورا علم حاصل ہو۔

نشانات ایمان کو قوی کرتے ہیں

جب اس روحانی مقناطیس کی پوشیدہ کشش کے علاوہ وہ اور طاقتور آسمانی نشانات بھی اس کے حق میں دیکھتے ہیں تو انکو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین اور بھی پختہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے آئندہ کے رازوں کی باتیں کرتا ہے اور جب وہ بعینہٖ پوری ہوجاتی ہیں۔ تو اسکے متبعین کا قدم اللہ تعالیٰ کے متعلق یقین کی پختہ چٹان پر جم جاتا ہے انہیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ درحقیقت وہ اپنے اردگرد اللہ تعالیٰ کی موجودگی کو محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ الغرض گو الٰہی الہام صرف چند لوگوں کو ہوتا ہے۔ لیکن اس سے فائدہ اُٹھانے والے بے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

احمدؑ کے مخالفوں کا باہمی اختلاف

یہاں تک تو مَیں صرف ایک پہلو پر بحث کر رہا تھا۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمد علیہ السلام کے مخالف الہام کے متعلق آپسمیں بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا بیان تو ہو چکا ہے۔ جو الہام کا دروازہ بند سمجھتے ہیں۔ دوسری جماعت وہ ہے۔ جو اس دروازہ کو کھلا تو تسلیم کرتی ہے۔ لیکن وہ الہام کی ایسی تعریف بتاتے ہیں۔ جو ایک نہایت ہی معمولی چیز ہوجاتی ہے اور اپنی اعلیٰ حالت کو کھو بیٹھتی ہے ان لوگوں کے جواب میں احمد علیہ السلام لکھتے ہیں:۔

الہام کی تعریف

"الہام کے لفظ سے اسجگہ یہ مراد نہیں ہے۔ کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے۔ جیسا کہ جب شاعر شعر بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے۔ تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے۔ جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بُری باتوں کے لیئے فکر کرتا

ہے۔ اسکی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اسکے دل میں پڑ جاتی ہے۔ ایک شخص مثلاً نیک اور راستباز آدمی ہے جو سچائی کی حمایت میں چند شعر بناتا ہے۔ اور دوسرا شخص جو گندہ اور پلید آدمی ہے اپنے شعروں میں جھوٹ کی حمایت کرتا ہے اور راستبازوں کو گالیاں نکالتا ہے۔ تو بلاشبہ یہ دونوں کچھ نہ کچھ شعر بنالیں گے۔ بلکہ کچھ تعجب نہیں۔ کہ وہ راستبازوں کا دشمن جو جھوٹ کی حمایت کرتا ہے۔ بباعث دائمی مشق کے اس کا شعر عمدہ ہو۔ سو اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہے۔ تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راستبازی اور راستبازوں کا دشمن ہے اور ہمیشہ حق کی مخالفت کیلئے قلم اُٹھاتا اور افتراؤں سے کام لیتا ہے۔ خدا کا ملہم کہلائیگا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دلوں میں پڑتے ہیں۔ پس کیا ہم انکو الہام کہہ سکتے ہیں بلکہ اگر الہام صرف دلمیں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کرکے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے۔ اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اسکے دل میں گذر جاتی ہیں۔ تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنکو اب تک اُس سچے خدا کی خبر نہیں۔ جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے۔ الہام کیا چیز ہے۔ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اسکے ساتھ جسکو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔"

(دیکھو صفحہ ۱۲۷)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔ "تم میں سے کون ہے جو اپنے ہم کلام کو شناخت نہیں کرسکتا۔ پس اسی طرح مکالمات کی حالت میں معرفت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا لطف اور رحم سے اسکا جواب دینا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بعض موقعہ پر بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریباً تمام رات یا قریباً تمام دن اس طرح ہر ایک دعا کا جواب پانا اور جواب بھی فصیح تقریر میں اور بعض دفعہ مختلف

زبانوں میں اور بعض دفعہ ایسی زبانوں میں جن کا علم بھی نہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ کیا یہ ایسا امر ہے کہ اسقدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کی کلام میں شک رہے۔

(نزول المسیح صفحہ ۹۴)

اپنے الہامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ "جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اسکے ساتھ ایک شوکت اور لذت اور تاثیر ہے وہ ایک فولادی میخ کی طرح میرے دل کے اندر دھس جاتا ہے اور تاریکی کو دور کرتا ہے اور اس کے ورود سے مجھے ایک نہایت لطیف لذت آتی ہے۔ کاش اگر میں قادر ہو سکتا تو میں اسکو بیان کرتا"

(نزول المسیح صفحہ ۵۸)

یہ مثال بات کھول دیگی۔ ایک دفعہ لدھیانہ میں ایک انگریز احمد علیہ السلام کو سڑک پر ملا اور سوال کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ آپ سے ہمکلام ہوتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس نے پھر پوچھا۔ وہ کس طرح کلام کرتا ہے۔ فرمایا جیسے تم مجھ سے باتیں کر رہے ہو۔ سائل "اللہ اکبر" کہتے ہوئے چلا گیا۔

اخبار احمدیہ

قادیان:۔ ۲۲۔ فروری کو حضرت مسیح موعودؑ کی چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم کی رخصت عمل میں آئی اور صاحبزادی سلمہا ریہاخان زادہ عبداللہ خان خلف نواب محمد علیخان کے حرم محترم کی حیثیت سے کوٹھی دارالسلام میں داخل ہوئیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک جوڑے کو ہر طرح کی برکات کا وارث کرے اور ع

با برگ و بار ہو دیں اک سے ہزار ہو دیں

کا مصداق کرے۔ آمین ثم آمین

اس تقریب سعید پر ہم تہ دل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خانصاحب محمد علیخان صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں ٭

شیخ یعقوب علیصاحب اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ تجویز ہوئے ہیں اور آپ مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔ ایسٹر میں ہونیوالی پہلی احمدیہ کانفرنس کا ایجنڈا نکل چکا ہے۔ امید کہ تمام انجمنیں اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کرینگی ٭

ریویو آف ریلیجنز آج کل بعض مشکلات میں ہے احباب دعا فرمادیں کہ مشکلات دور ہوجاویں اور ریویو اپنی سابقہ شہرت کے مطابق کام کر سکے ٭

صاحبزادہ ناصر احمد خلف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی آمین ہوئی اور اس ختم قرآن پر بھی ہم بارگاہ خلافت۔ حضرت ام المومنین اور والدہ محترمہ ناصر احمد سلمہ اللہ اور تمام خاندان نبوت کی خدمت میں ایک دفعہ اور مبارکباد عرض کرتے ہیں ٭

انگلستان داعی اسلام قاضی عبداللہ صاحب بی۔اے۔ بی ٹی تندہی سے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور احمدی احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ ایک اور خاتون نے پورے غور و خوض کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے اور احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ زندہ اسلام کو تسلیم کرکے خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہوئی ہے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ "اسلامک سوسائٹی کا جلسہ مولود ہوا تقریریں ہوئیں۔ مغربی اور مشرقی طرز کا راگ تھا۔ دو ہار- گٹار اور پی آنو وغیرہ بجائے گئے اور مغنیات نے گاکر سامعین سے تحسین حاصل کی کہا جاتا ہے کہ یورپ میں اسلام پھیلانے کا یہی طرز احسن ہے"

بہن سلمہ اور برادر محمد یونس سرگرمی سے تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں۔ بہن سلمہ لکھتی ہیں کہ ایک خاتون بہت قریب ہے عنقریب محمد رسول اللہ صلعم کی سچائی پر ایمان لانیوالی ہے حضرت احمد کے ذکر کو بڑی توجہ سے سنتی رہتی ہے"

داعی اسلام حضرت مفتی محمد صادق صاحب انشاء اللہ ۱۸- مارچ کو جہاز سارڈینیا

سے روانہ انگلستان ہونگے سب احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو مع الخیر منزل مقصود پر پہنچا دے آمین ثم آمین ÷

ماریشس } مبلّغ اسلام مولوی غلام محمد صاحب روزہل سے لکھتے ہیں کہ سلسلہ خدا کے فضل سے باوجود مخالفت کے ترقی کر رہا ہے۔ بہت لوگ مسیح موعودؑ کی صداقت کے قائل ہو گئے ہیں مخالفین بھی خفیہ خفیہ پورا زور لگا رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ انکی تمام سازشوں کو نامرادی سے دوچار کر رہا ہے۔ مولوی صاحب فرانسیسی زبان سیکھ رہے ہیں اور ڈکشنری کی مدد سے بڑی بڑی کتابیں بھی پڑھ سکتے ہیں ÷

مولوی عبید اللہ صاحب فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ مع اہلیہ خود انشاء اللہ ماریشس جانے کے لیئے تیار ہیں پاسپورٹ لے چکے ہیں بیوی کے پاسپورٹ کا انتظار ہے ÷

سیلون } احمدیان سیلون خدا کے فضل سے استقلال کے ساتھ کام کر رہے ہیں دشمن زور سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ مگر احمدی جماعت اللہ پر بھروسہ کر کے تمام مخالفوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں۔ مسٹر سیال کی کتاب 'ایمان سے یقین تک' کا تامل زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ٹریکٹ تامل میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جلد شائع ہو جائیگا ÷

نائیجیریا } برادر جنید یوسف صاحب دو احمدیوں کی بیعت فارم دربار خلافت میں بھیجتے اور لکھتے ہیں کہ "حقیقی اسلام یعنی احمدیت کی اشاعت میں ہم پوری کوشش کر رہے ہیں"۔ اب خدا کے فضل سے احمدیان نائیجیریا کی تعداد ۱۰۰ ہے ÷

سیرالیون } مولوی صدرالدین صاحب فری ٹاؤن سے دو نو احمدیوں کی بیعت فارم بھیجتے اور اپنے نامہ اخلاص میں حضرت خلافت مآب سے بہت عقیدت کا اظہار فرماتے ہیں ÷

آسٹریلیا } برادر حسن موسیٰ خان خوب تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں احمدیہ کتب ورسائل کی اشاعت کر رہے ہیں آسٹریلیا کا ایک خط ظاہر کرتا ہے کہ یورپ میں جنگ کے بعد انشاء اللہ اسلام کی تبلیغ بہت کامیابی سے ہو سکیگی۔ راقم خط

لکھتا ہے۔ "میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کے لیئے مغربی دنیا میں بہت شاندار مستقبل ہے"۔

متفرق ہانگ کانگ۔ مالابار۔ بنگال۔ اور پنجاب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ بفضلہٖ نمایاں ترقی کر رہا ہے۔ پنجاب میں بعض جگہ مباحثے زیر تجویز ہیں حکیم خلیل احمد صاحب سیالکوٹ میں کامیاب طور سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ لاہور میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور چودھری ظفراللہ خاں صاحب کے کامیابی سے لیکچر ہوئے۔

نوٹ اور رائیں

ریویو آف ریلیجنز ہم کسی دوسری جگہ لکھ چکے ہیں کہ رسالہ ریویو بعض مشکلات میں ہے جسکے لیئے احباب دعا فرماویں۔ احباب سے دعا کی درخواست کے ساتھ ہی ہم خریداری کی توسیع کے لیئے استدعا کرتے اور یقین دلاتے ہیں کہ

ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کو آیندہ پرچہ سے خاص محنت کے ساتھ لکھا جائیگا اور کوشش کیجائے گی کہ اسکے مضامین عمدہ اور علمی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق بخشے۔

آمین ثم آمین

خدا یہی چاہتا ہے ایک زمانہ تھا کہ مجاہدین صلیب ارض مقدس پر حملہ کر رہے تھے اور اُن کا نعرۂ جوشش اُسوقت

"خدا یہی چاہتا ہے"

تھا۔ انکے مقابل مسلمان تھے وہ بھی خدا پر ایمان رکھتے اور خداوند کے بلاد کے نگہبان ہونے کی حیثیت سے ایمان رکھتے تھے کہ خداوند تعالیٰ اپنی مرضی کا اظہار اُنکی فتح سے کریگا۔ چنانچہ خدا کے فعل نے آخر ثابت کر دیا کہ وہ کیا چاہتا تھا۔

آج بھی دنیائے اسلام میں دو گروہ ہیں ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کا انحصار سیاسی فوقیت پر موقوف ہے اسلام جہاد کے بغیر عروج حاصل نہیں

کر سکتا انکے مقابل ایک جماعت ہے جو کہتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم اب اپنی بعثت ثانیہ میں احمد ہو کر جمالی رنگ سے آئے ہیں اب

"خدا یہی چاہتا ہے"

کہ اسلام کا غلبہ براہین و دلائل کے ساتھ ہو۔ مسیح موعود کے آنے کے ساتھ دینی لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اور یضع الحرب کے حکم کا نفاذ ہوا۔ وہ زور سے پکارتی ہے کہ سہ

یہ حکم سنکے بھی جو لڑائی کو جائے گا ٭ وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائیگا

آؤ دیکھیں کہ خدا کا فعل کس کے ساتھ ہے اور خدا اسلام کا غلبہ اب کس رنگ میں کرنا چاہتا ہے

سنو اور غور کرو کہ واقعات نے کیا ثابت کیا ہے۔ کیا سلطان روم جو خلیفۃ المسلمین کہلاتا ہے اپنی جہاد کی کوششوں میں ناکام نہیں رہا؟ کیا عربوں اور مصریوں نے عملاً یہ نہیں دکھا دیا کہ اب دینی لڑائیوں کا خاتمہ ہے۔ کیا اسلامی سیاسی طاقتوں کا مٹتے جانا اس امر کا شاہد نہیں؟ اور سنو ہم ایک نئی بات سناتے ہیں۔ وہ یہ کہ ملک حبش کے نئے بادشاہ لڈجو جیوتے بعض خارجی تعلقات اور تحریکات کے ماتحت کوشش کی کہ جبراً سلطنت حبش کا سرکاری مذہب اسلام کر دیا جائے مگر باوجود طاقت اور حمایت کے اُسے شکست ہوئی اور وہ اپنی جبری کوشش میں ناکام رہا ہے۔

یہ کیوں؟ محض اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ اب دنیا کو دکھانا چاہتا ہے کہ اسلام غالب ہوگا مگر احمدیت کے جمالی رنگ سے۔ تلوار کے جہاد سے نہیں بلکہ محض براہین سے اور اُن براہین و تعلیمات سے جو احمدؐ نے سکھائیں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سنو! سنو!! سنو!!! "خدا یہی چاہتا ہے"

ہماری انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق دنیا کیا کہتی ہے

ایوننگ ٹائمز گلاسگو اپنی ۳۔ اگست کی اشاعت میں ملک عرب میں شریف مکہ کی خود مختاری اور سلطان روم کی خلافت کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ جس طرح آجکل

مسلمانوں کے پولیٹیکل معاملات میں تغیر واقع ہوا ہے۔ اسی طرح مذہبی خیالات میں جیسا کہ قرآن شریف کے نئے انگریزی ترجمے سے ظاہر ہے تغیر واقع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ انجمن ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور کی طرف سے شائع ہو رہا ہے...... اور اگرچہ ۱۶۴۹ء میں ایک فرانسیسی نے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کیا تھا۔ اور بعد ازاں ۱۷۳۴ء میں جارج سیل نے اور موجودہ زمانے میں ولیم میور اور دیگر انگریز اصحاب نے ترجمے شائع کئے۔ لیکن ایک انگریزی خوان کے لیئے اس ترجمے میں سب سے زیادہ بڑھکر تشریحی نوٹوں کی عجیب وغریب ترتیب ہے۔ جو کہ ترجمے کے ہمراہ دیئے گئے ہیں۔ اور جن سے ترجمے کے ایڈیٹروں کی محنت اور غور وخوض کا پتہ چلتا ہے۔

مدراس میل ۱۴۔ اگست ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ترجمہ قرآن کے ہمراہ بہت سے نوٹ ہیں۔ جو اسلامی علم کلام کے مطابق قرآن کی عبارت کی تشریح کرتے ہیں۔ نئی بات یہ ہے کہ عربی عبارت اور ترجمہ دونوں اکٹھے شائع کیئے گئے ہیں۔ پہلے پارے کی قیمت عہ روپے اور اعلیٰ کاغذ پر چھپے ہوئے کی عہ یا سے بھی ہے۔

انڈین ڈیلی نیوز کلکتہ مندرجہ ذیل الفاظ میں اس مقدس کتاب پر ریویو کرتا ہے۔ "قرآن ایک مقدس کتاب ہے۔ مسلمان اسے ویسا ہی مقدس سمجھتے ہیں جیسا کہ عیسائی بائیبل کو اور ہندو گیتا کو۔ اسی وجہ سے نہ صرف تمام جہان کے مسلمانوں کو اسے پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ تمام طالبان حق کو بھی جو تمام مذاہب کا علم حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں اور اگر ہم کہیں کہ انکی اصلیت دراصل ایک ہی ہے۔ تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ انجمن ترقی اسلام قادیان جسنے قرآن شریف کے ترجمے کو اپنے ذمہ لیا ہے تمام قوم سے مستحق امداد ہے۔ تمام کتاب تیس حصوں میں ختم ہوگی۔ جسکے شروع میں ایک لمبا دیباچہ لگایا جائیگا۔ جو ایسے تمام ضروری مسائل پر حاوی ہوگا۔ جو مفصل اور لمبی بحث چاہتے ہیں اور اسی لیئے ترجمے کے نوٹوں میں نہیں آسکتے۔ قرآن کے بہت سے ترجمے ہو چکے ہیں۔ لیکن اس ترجمے کے کرنے والے بدیں الفاظ اس نئے ترجمے کی ضرورت ثابت کرتے ہیں:۔

پہلے تراجم کی موجودگی میں اس ترجمے کی ضرورت کے متعلق تمام شکوک رفع کرنے کی غرض

سے ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ وہ انگریزی ترجمے جو ابتک ہو چکے ہیں۔ ایسے اشخاص نے کیئے ہیں۔ جو تعصب سے بری نہ تھے۔ اور جن کا مدعا یقیناً حق کو ظاہر کرنا نہیں تھا۔ بلکہ دنیا کے سامنے قرآن مجید کو نہایت ہی بھیانک صورت میں پیش کرنا تھا۔ یا ایسے لوگوں نے کیئے ہیں جنکو قرآن شریف کے ساتھ نام کو بھی واقفیت نہ تھی۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام ایسے تراجم اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کرنے سے بالکل عاری ہیں۔ کسی قسم کی غلطی سے بچنے کے لیئے اس کے ایڈیٹروں نے ہر ایک لفظ کے معنے پہلے تو قرآن کی گواہی سے۔ اور پھر سیاق و سباق کے لحاظ سے کیئے ہیں۔ اور اسکے معنوں کی بنیاد ان قصے کہانیوں یا دلچسپ حکایات پر نہیں رکھی گئی جو آجکل بہت رائج ہیں۔ وہ ان تمام بے بنیاد کہانیوں اور قصوں سے مجتنب رہے ہیں جو انکے قول کے بموجب بہت سے مترجموں کے لیئے ٹھوکر کا باعث ثابت ہوئے ہیں" ؛

ٹائمز۔ لنڈن سے اپنی ۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے یہ پارہ قرآن کے مکمل ترجمے کا پہلا حصہ ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ کل ترجمہ تیس حصوں میں ختم ہو جائیگا۔ بعد میں مفصل مقدمہ بھی لکھا جائیگا۔ پہلے اصل عربی عبارت دیگئی ہے پھر اسی کو صاف اور صحیح انگریزی حروف میں لکھا گیا ہے پھر تشریحی نوٹ اور پھر اخیر میں آیات قرآنیہ کی ترتیب پر مختصر نوٹ ہیں ؛

ڈیلی ٹیلیگراف ۔ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ء کو لنڈن سے لکھتا ہے کہ یہ ترجمہ قابل تعریف ہے اور عربی کے مطالعہ کرنیوالوں اور اُن لوگوں کے لیئے بھی جو قرآن کے صحیح معنوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ یہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور سورتوں کے شروع میں جو مقطعات دیئے ہوئے ہیں انکی تشریح کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ لوگوں نے ان مقطعات کے مختلف معنے کیئے ہیں۔ مگر عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ جو معنے بھی انکے تھے وہ سب مفقود ہو گئے ہیں۔ ہم بھی دیکھینگے کہ ان مقطعات کے کیا نئے معنے کیئے جاتے ہیں" ؛

حضور گورنر صاحب بہادر سیلون انجمن محمدیہ سیلون کے سیکرٹری کو تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کے پہلے پارے کا انگریزی ترجمہ اور ٹیچنگز آف اسلام کی ایک کاپی پہنچی۔ انکے لیئے دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے جس شوق سے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اور جس طرز سے ترتیب دیا گیا ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے ؛

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء

تعلیم

بقیہ	عطیہ فنڈ	فیس مدرسہ	ارزانج	صنعتی	یکمشت	متفرق	زر سالانہ سکین	میزان	نقا بابت بقیہ	میزان کل	علاوہ سکین	سائر	اخراجات	متفرق	فیض	...	دفاتر	انتظامی اخراجات	صنعتی	تعمیر اخراجات	اراضیات	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — تعمیر — امانت

بقیہ	دکانات	امداد زر سالانہ سکین	میزان	فاضل	متفرق	علاوہ سکین	اخراجات	دفاتر	انتظامی اخراجات	میزان	فاضل	بقیہ	متفرق	میزان	نقل بابت بقیہ	فاضل	عملہ	متفرق اخراجات	میزان	فاضل	امانت اندرونی	امانت بیرونی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — بیت المال

رعانات	انگریزی	اردو	بہیہ	متفرق	میزان	نقا بابت بقیہ	میزان کل	عملہ	اردو	انگریزی	متفرق اخراجات	انتظامی اخراجات	میزان	باقی	بقیہ	متفرق	میزان	نقل بابت	عملہ	وصل	...	...	...	سائر	انتظامی اخراجات	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ — بہشتی

حصہ آمد	وصایا	نذر اوّل	متفرق	میزان	نقا بابت بقیہ	کل	دفتر مقبرہ	متفرق اخراجات	متفرق ...	سائر	تبلیغ	...	...	انتظامی اخراجات	میزان	باقی	بقیہ	نقل بابت بقیہ	وصل	انتظامی اخراجات	دکانات	عملہ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم اکتوبر کو

تعلیم	۰	۱	۱۲۳۳۲
مقبرہ	۹	۷	۹۹۱۲
مساکین	۱۱	۵	۱۱۳۸
اشاعت اسلام	۸	۱۲	۳۶۳۴
زکوٰۃ	۳	۱۱	۶۲
بورڈران ہائی	۳	۵	۴۰۱
بورڈران احمدیہ	۰	۴	۴۱۲
امانت اندرونی	۹	۸	۴۴۶۲
〃 بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۰	۱۱	۳۶۳۳۱
منہائی فاضل	۷	۷	۲۸۰۳۵
باقی	۵	۳	۸۲۹۶
منہائی پیشگی	۰	۱۰	۸۲۹۵
باقی	۵	۹	۰

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۵	۱۵	۹۴۰۱
بیت المال	۱۰	۱۰	۱۵۵۵۵
تعمیر	۹	۰	۱۲۳۹
یتامیٰ	۱	۱	۱۴۵۵
متفرقات	۶	۱۱	۳۸۳
	۷	۷	۲۸۰۳۵

تفصیل پیشگی

مدرسہ احمدیہ	۰	۱۴	۶۰۷
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۰	۱۴	۴۴۰۳
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۸۴۳
تعمیر	۰	۰	۵۰
	۰	۱۰	۸۲۹۵

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء

تعلیم — آمد: چندہ	فیس مدرسہ	عطیہ جات	فیس بورڈنگ	ضمنی	از قسم ...	کرایہ	متفرق	میزان	سابقہ بقایا	میزان کل	عملہ	...	...	...	...	سکول	ضمنی	خرچ: میزان خرچ	باقی	زکوۃ: آمد	بقایا سابقہ	میزان	خرچ متفرق	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — آمد: چندہ	...	میزان	...	...	...	...	...	خرچ	...	...	...	فاضل	تعمیر	...	...	...	...	فاضل	امانت اندرونی	...	باقی	امانت: بیرونی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت — آمد	...	...	متفرق	...	...	...	...	میزان	...	...	...	...	میزان	باقی	...	...	...	...	...	میزان	فاضل	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال — متفرق	میزان	...	...	...	...	...	...	...	میزان	فاضل	متفرقات	...	...	...	...	میزان	...	...	...	...	...	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ															مساکین			
آمد							خرچ											
جمع آمد	وصایا	[illegible]	متفرقات	میزان	بقایا سابقہ	میزان	زر تعمیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی	چندہ	بقایا سابقہ	میزان آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران باقی											بورڈران احمدیہ								
آمد					خرچ						آمد				خرچ				
آمد	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	بورڈران	متفرق	میزان	بقایا	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم نومبر سنہ ۱۶ء

تعلیم	۱۲۸۸۰	۸	۳
اشاعت	۳۳۳۵	۹	۱۱
مقبرہ	۹۹۲۲	۱۱	۶
زکوٰۃ	۶۳	۵	۱۱
بورڈران باقی	۳۵۴	۵	۹
احمدیہ	۲۵۶	۳	۹
مساکین	۱۸۸۷	۱	۲
امانت اندرونی	۴۲۱۲	۸	۹
بیرونی	۶۱	۰	۰
مستقل فنڈ	۳۹۱۴	۲	۶
میزان	۳۷۰۸۷	۹	۶
منہائی فاضل	۲۸۸۵۰	۳	۴
باقی	۸۲۳۷	۶	۲
منہائی پیشگی	۸۲۳۴	۱۳	۰
باقی	۲	۹	۲

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۹۴۴۷	۷	۱۱
بیت المال	۱۵۹۰۱	۳	۱۰
تعمیر	۱۳۲۰	۱۲	۰
یتامیٰ	۱۵۵۰	۴	۱۰
متفرقات	۶۳۰	۶	۹
میزان	۲۸۸۵۰	۳	۴

پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۶۰۷	۱۴	۰
تعلیم	۱۵۶۰	۱	۰
بیت المال	۴۴۰۳	۱۴	۰
مقبرہ	۴۲۰	۰	۰
اشاعت	۳۵۰	۰	۰
متفرقات	۸۴۳	۰	۰
تعمیر	۵۰	۰	۰
میزان	۸۲۳۴	۱۳	۰

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

شکریہ احباب

گذشتہ ماہ کے ریویو میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد متعلق اعانت و خریداری ریویو یاد دلاکر توسیع خریداری و اعانت ریویو کیلئے اپیل کیگئی تھی۔ اور عرض کیا گیا تھا کہ جملہ احباب اس امر کی کوشش کریں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد مبارک کو پورا کرکے ثواب دارین حاصل کرنیکی خاطر ریویو کی اعانت حسب ذیل طریق سے کر سکتے ہیں :-

(۱) جو دوست خریدار ریویو نہیں وہ خریدار بنیں ؛

(۲) جو خریدار ہیں وہ اور خریدار پیدا کریں اور ہر ایک خریدار کم سے کم ایک خریدار ضرور بنائے اور یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ نہایت آسانی سے اگر کوئی صاحب معمولی سی کوشش بھی کریں۔ تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ جسقدر کوئی دوست خریدار دینگے شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا ؛

(۳) ذی استطاعت احباب غرباء کے نام یا لائبریریوں اور کلبوں میں ریویو جاری کراکے اشاعت اسلام تبلیغ سلسلہ احمدیہ کا کام کریں۔ اور ثواب حاصل کریں یا غیر ممالک میں ریویو اپنی طرف سے بھجوائیں ؛

(۴) جو ناخواندہ دوست ہیں اور خدا نے انکو توفیق دی ہے۔ ریویو جاری کراکر اپنے شہر میں کسی سے سن لیا کریں۔ اس طرح سے دو فائدے ہیں ایک خود سن لیا کریں دوسرے اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے ؛

(۵) سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ حلقہ احباب میں تحریک کرکے ضرور خریدار پیدا کریں ؛

گو اس اپیل کو کامیاب بنانے کیلئے پورے طور پر کوشش نہیں کی گئی اور امید کے مطابق جدید خریداروں کے نام نہیں آئے۔ مگر لئن شکرتم لازیدنکم کے حکم کے ماتحت اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ ہمارے احباب میں اس اپیل پر کارروائی ضرور شروع ہو گئی ہے چنانچہ مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ نے گیارہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۲۷

خریدار دیئے ہیں۔ جنہیں سے دو ریویو لیں گے۔ باقی تو اعانت کے طور پر قیمت ادا کریں گے اور اٹھارہ روپے وصول کر کے ارسال بھی کر دیئے ہیں۔ مولویصاحب اس کارخیر میں سبقت لے گئے ہیں اور بہت عمدہ نمونہ قایم کیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مولوی عبداللہ صاحب سرگودہ۔ ایک صاحب سے اعانت میں قیمت ریویو دلاتے ہیں اور ایک خریدار ریویو دیا ہے۔

بابو برکت علیصاحب شملہ سے دو خریدار ریویو انگریزی۔ بابو محمد صاحب ایم اے علیگڈھ سے ایک خریدار ریویو انگریزی۔ منشی محمد تقی صاحب سنور دو خریدار ریویو اردو اور منشی عنایت علیخاں صاحب قانونگوئے ریاست پٹیالہ ایک خریدار ریویو عطا فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

مجھے امید ہے کہ یہ دوست مزید کوشش کر کے اور دیگر احباب جنہوں نے تاحال کام نہیں شروع کیا۔ انکا نمونہ اختیار کرکے مجھے شکریہ کا موقع عطا فرماوینگے۔

اس تحریک کے ماتحت جسقدر جدید خریدار آنکے نام آتے رہیں گے۔ وہ انشاءاللہ ماہوار رپورٹ دفتر ریویو کے تحت میں شائع ہوتے رہیں گے۔

فتح محمد سیال

مینجر ریویو آف ریلیجز۔

Digitized by Khilafat Library

ڈاکٹر کی ہدایت

باٹلی والا کی ایک ایک گرین کونین کی گولیاں قیمت یکصد گولی ۱۲ر، باٹلی والا کی دو دو گرین کی گولیاں قیمت یکصد گولی عہ، باٹلی والا کا عرق جو روزانہ بخار۔ موسمی بخار اور زکام کے لئے مفید ہے قیمت عہ، باٹلی والا کی مقوی گولیاں جو چہرہ کی زردی ضعف اعصاب وغیرہ کو مفید ہیں قیمت عہ، باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۴ر، باٹلی والا کا داد کا مرہم جو چھوٹی پھنسیوں کے لئے مفید ہے قیمت ۴ر تمام بڑی بڑی دوا فروشوں سے یا ذیل کے پتہ پر مل سکتی ہیں۔

Dr. H. D. Battiwala and sons Worli. Bombay

(باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر و پرنٹر وزیر ہند پریس امرتسر میں شیخ محمد نصیب پبلشر کیلئے چھپا گیا)

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۶ نمبر ۲

بابت ماہ فروری ۱۹۱۷ء

مطابق جمادی الاول ۱۳۳۵ھ

فہرست مضامین

ہر ایک انگلش مرد و عورت کو ایک پیغام ۴۱-۴۶	نوٹ اور رائیں ۷۳-۷۴
دَورِ آخر کا نبیؑ ۴۷-۶۲	ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق دنیا کیا کہتی ہے ۷۴-۷۶
احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق ۶۲-۷۰	گوشوارہ ۷۷-۸۰
اخبار احمدیہ ۷۰-۷۳	

Digitized by Khilafat Library